

عورتوں کے ایام خاص میں

نماز اور روزے کا شرعی حکم

نام کتاب : عورتوں کے ایام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم

از قلم : حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

سن اشاعت (اول) : ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ - مئی ۲۰۰۷ء

سن اشاعت (دوم) : ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ - مئی ۲۰۰۷ء

تعداد : ۳۰۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

website: ishaateahlesunnat.net

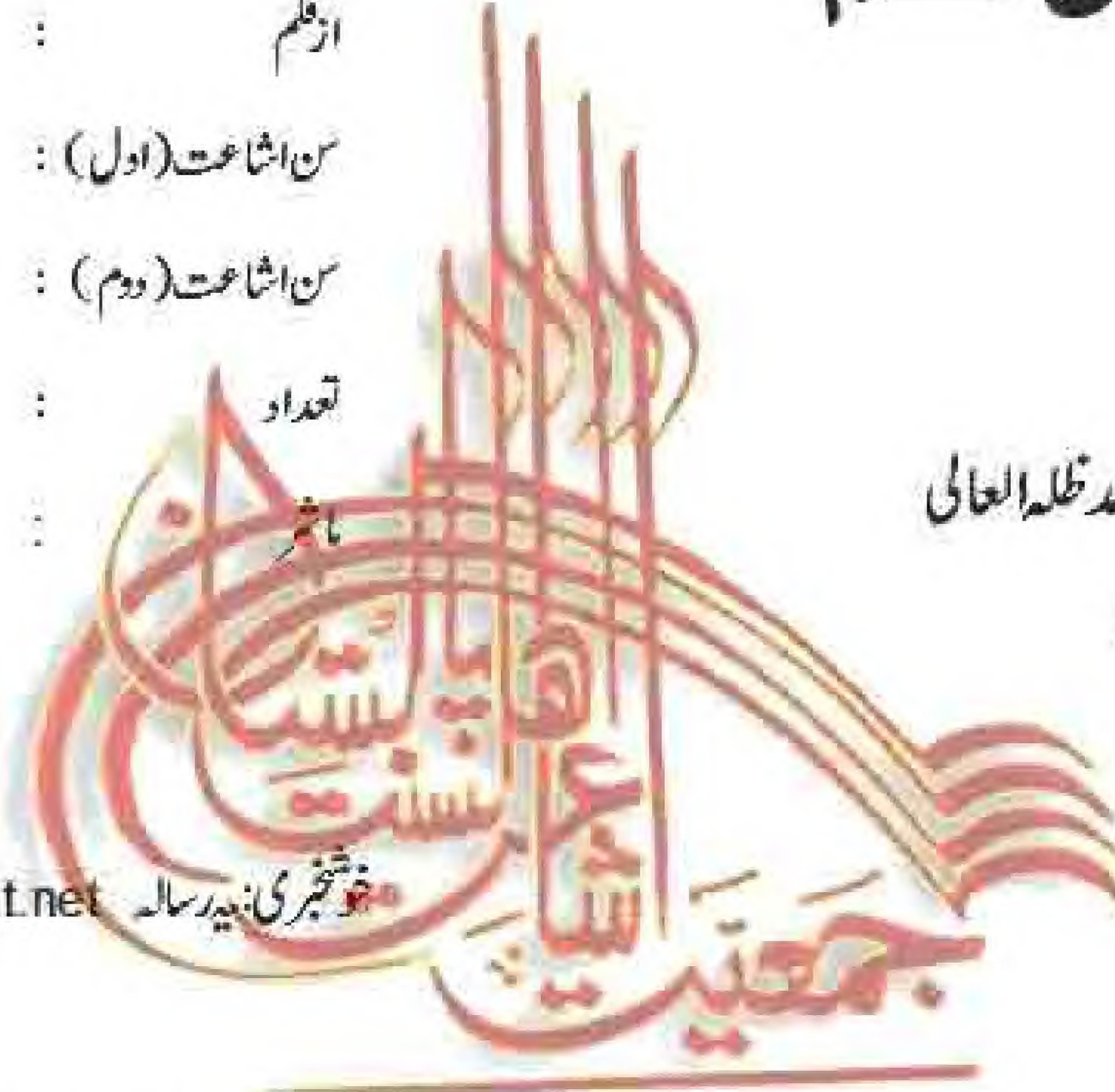
www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔ اور کتب خانوں پر بھی دستیاب ہے۔

از قلم

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

(رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنت)



ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

پیش لفظ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ عَلَى رَسُولِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ .
قَالَ عَزَّ وَجَلَّ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ . قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : أَصْحَابِي
كَالتُّجُومِ بِأَيْتِهِمْ أَفْتَلَيْتُمْ أَهْتَلَيْتُمْ أَوْ كَمَا قَالَ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ : إِنِّي نَارُكَ
مِنْكُمْ الثَّقَلَيْنِ ، كِتَابُ اللَّهِ وَعِتْرَتِي . وَفِي رِوَايَةٍ خَيْرَ الْقُرُونِ قُرْنِي ثُمَّ يَلُونَهُ ثُمَّ
يَلُونَهُ يَعْنِي قُرْنُ رَسُولِ اللَّهِ وَأَصْحَابِهِ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ

مفتی صاحب قبلہ نے ایک استفتاء کے جواب میں قریباً ۶۰ سے زائد صفحات رسول اللہ
علیہ السلام کی اتباع اور عورتوں کے مخصوص ایام میں نماز نہ پڑھنے اور روزہ نہ رکھنے پر احادیث
ظاہرہ و اقوال باہرہ سے قائم فرما کر مبرہن و مدلل فرمادیا جس کے بعد اس عورت کے لئے
اعتراض کی کوئی راہ بجا باقی نہیں رہتی۔ یہی موقف امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا بھی ہے اور
باقی ائمہ مجتہدین کا بھی اور اسی پر اجماع ہے۔ مفتی صاحب کا ایک کمال عطاء الہی ہے یہ بھی
ہے کہ مفتی صاحب کتاب یا فتویٰ لکھتے وقت حتی الامکان حوالہ کتب بمعہ صفحہ نمبر و مطبوعہ اور
مصنف کا کامل نام بمعہ کن و فیات ضرور تحریر فرماتے ہیں تاکہ کتاب کی اہمیت اور وہ بالا ہو
جائے، ساتھ ہی مفتی صاحب مخالفین اہلسنت (وعدیداران اہلحدیث و غیر مقلدین) کی
کتابوں سے ان کے فتاوے بھی تحریر فرماتے ہیں اور مخالفین کو بھی لا جواب دیتے ہیں، یہ
کتاب بھی الحمد للہ انہی خوبیوں سے مزین و مرقع ہے۔ اللہ تعالیٰ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب
کی بے لوث خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

جمعیت اشاعت اہلسنت کی اشاعت نمبر 157 ہے، انشاء اللہ جمعیت اشاعت اہلسنت
کا مقصد ہے کہ اس قسم کے فتوؤں کی سرکوبی کرے۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی و
کامرانی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین

الفقیر ابو حماد محمد مختار اشرفی

حالت حیض و نفاس میں نماز و روزہ کا حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کہ بارے میں کہ ایک خاتون
حالت حیض میں عورتوں کی امامت کرتی ہے اور کہتی ہے کہ حالت حیض میں نماز پڑھ سکتے ہیں
اور روزے بھی رکھ سکتے ہیں کیونکہ قرآن میں کسی آیت میں بھی حالت حیض میں نماز پڑھنے اور
روزے رکھنے کی ممانعت نہیں۔ سورہ بقرہ میں حیض کے بیان میں بیوی سے مباشرت کا منع کیا
گیا لیکن نماز کی ممانعت نہیں۔ سورہ بقرہ میں جہاں روزے کا بیان ہے وہاں مریض اور مسافر
کو تو رخصت دی گئی لیکن حائضہ عورت کو رخصت نہیں دی گئی۔ بلکہ فرمایا گیا کہ اگر حالت عذر
میں بھی روزے رکھ لو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ تو پاک لوگوں کو پسند فرماتا ہے تو کیا
عورت جب حالت حیض میں ہو تو اسے ناپسند کرنا ہے؟ لازمی امور میں سے جن باتوں کا استثناء
کرنا تھا وہ تو کر دیا گیا مثلاً اشکار کرنا جائز ہے مگر حالت احرام میں حرام ہے، مردار کھانا حرام
ہے مگر اظہار کی حالت میں جائز ہے قسم کا کفارہ ہے مگر تقویم کا کفارہ نہیں۔ قرآن میں جہاں
نماز اور روزے کا بیان ہے کہیں پر بھی حیض کا استثناء نہیں۔ سورہ نساء اور سورہ مائدہ میں ہے کہ
حالت جنابت میں طہارت کرو اور نماز کے قریب نہ جاؤ لیکن آگے کی آیتوں سے معلوم ہوتا
ہے کہ طہارت کے لئے اگر پانی میسر نہ ہو تو تیمم کرو نماز نہ چھوڑو جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز
ہر حالت میں پڑھنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ ”نماز مومنین پر وقت باندھا ہوا فرض
ہے“۔ ہمارے دین کا اکثر حصہ حدیث سے ثابت ہے لیکن اس موقع پر حدیث قرآن سے مکرر
رہی ہے لہذا حدیث کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ من گھڑت حدیثوں اور اختلافی کتابوں کو مان کر
ہم قرآن کا کیسے انکار کر سکتے ہیں؟ عورتیں جب عام حالت میں اللہ کا ذکر کر سکتی ہیں و روزہ
شریف پڑھ سکتی ہیں تو نماز کیوں نہیں پڑھ سکتیں؟ اس میں دعائیں اور ذکر ہی تو ہے سورہ فاتحہ
بھی دعا ہے اور سورہ فلق اور سورہ ماس بھی شریعت سے بچنے کے لئے پڑھتی ہیں۔ عورتیں جب
حالت حیض میں بازار جا سکتی ہے، شاپنگ کر سکتی ہے، گھر کا کام کر سکتی ہیں تو نماز کیوں نہیں

پڑھ سکتی۔ حالتِ حیض میں نماز نہ پڑھنا اور روزے نہ رکھنا کو قرآن کی مخالفت ہے۔
مفتی صاحب! ایسی عورت کے متعلق شرعاً کیا حکم ہے؟ اور اس کی باتوں کا قرآن و حدیث کی روشنی میں تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

(السائلہ: ایسہ خاتون، کراچی)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَتَقْدِيسِ الْجَوَابِ: مذکورہ عورت گمراہ ہے۔ بظاہر قرآن کا نام لیتی ہے اور قرآن کے نام سے عورتوں میں نیچریت کی تعلیم پھیلا رہی ہے۔ احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والتثانیہ کا انکار ہی نہیں کرتی بلکہ ان پر طعن اور ان کا رد کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ تو صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین عظام، آئمہ مجتہدین اور علماء و فقہاء کے آثار و اقوال کا کیا ذکر، جب اس کے قلم و زبان سے آقا علیہ السلام کے فرمودات و ارشادات ہی محفوظ نہیں تو صحابہ و تابعین اور آئمہ مجتہدین کے آثار و اقوال کیا محفوظ رہیں گے۔
احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والتثانیہ سے انکار کے بعد، قرآن کریم پر عمل کا دعویٰ باطل نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں ایک نہیں متعدد مقامات پر رسول کی اطاعت و اتباع کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوا:

﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾

(النجا اولیہ: ۵۸/۱۳)

ترجمہ: اور اللہ اور اس کے رسول فرمانبردار رہو اور اللہ تمہارے کاموں کو جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

﴿قُلْ اطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَافِرِينَ﴾

(آل عمران: ۳۲/۳)

ترجمہ: تم فرما دو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ کو خوش نہیں آتے کافر۔ (کنز الایمان)

اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بغیر رسول کی اطاعت ہو ہی نہیں ہو سکتی۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ (خزائن اعرافان)
﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عُنْدَهُ وَانْتُمْ تَسْمَعُونَ﴾ الآية (النفال: ۲۰/۸)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور سننا کر اس سے نہ پھرو۔ (کنز الایمان)

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾ الآية

(النساء: ۵۹/۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنز الایمان)
”اطیعوا اللہ“ کے بعد ”وَاطِيعُوا الرَّسُولَ“ فرما کر واضح کر دیا گیا کہ اللہ عزوجل کے احکام کے علاوہ رسول ﷺ کے الگ احکام بھی ہیں ان کی اطاعت بھی لازم ہے ورنہ صرف ”اطیعوا اللہ“ کا ذکر کافی ہوتا ”وَاطِيعُوا الرَّسُولَ“ ذکر کرنے کی حاجت نہ ہوتی اس لئے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام، قرآن مجید کے ارشادات کے علاوہ رسول ﷺ کے احکام اور فرمودات بھی ایک الگ حقیقتہً ثابتہ ہیں اور ان کی اتباع اور اطاعت بھی لازم ہے۔ اگر صرف احکام قرآنی ہی ہم پر لازم ہوتے اور احکام رسالت کی اطاعت و اتباع ہم پر لازم نہ ہوتی تو ان آیات کے نزول کا کوئی مقصد نہ تھا۔

اسی لئے قرآن میں اطاعت و اتباع کا حکم اس طرح دیا ہے کہ رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۚ﴾ الآية (النساء: ۸۰/۴)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنز الایمان)
رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی“ اس پر آج کل کے گستاخوں بدوینوں کی طرح اس

زمانہ کے بعض منافقوں نے کہا محمد مصطفیٰ ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو رب مانا اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی ﷺ کے کلام کی تصدیق فرمادی کہ بے شک رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ (خزان العرفان)

اور حضرت جامعہ سے مروی ہے فرشتے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور

انہوں نے کہا:

قَمْنُ اطَاعَ مَحْمَلًا فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ عَصَى مَحْمَلًا فَقَدْ عَصَى اللَّهَ۔ رواه البخاری فی "صبحہ" (رقم: ۲۸۱۱) والترمذی، بمعلمہ فی "مجمعہ" (رقم: ۲۸۶۰) والذہبی فی "مشکاتہ" (رقم: ۱۴۴-۵)

یعنی، پس جس نے حضرت محمد (ﷺ) کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے حضرت محمد (ﷺ) کی نافرمانی کی تو اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

اسی لئے کہا گیا کہ اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ دخولِ جنت اور اس سے انکار دخولِ جنت سے

انکار ہے:

عن ابی ہریرۃ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: "كُلُّ امْنِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ اُنِي؟" قِيلَ: وَمَنْ اُنِي؟ قال: "مَنْ اطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ اُنِي" رواه البخاری فی "صبحہ" (رقم: ۲۸۱۰)، والترمذی فی "مجمعہ" (رقم: ۱۴۳-۴)

یعنی، میرا ہر امتی جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے جو انکار کرے، عرض کیا: کون انکار کرے گا؟ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوا، اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے (جنت میں داخل ہونے سے) انکار کیا۔

اور رسول کی بعثت کا مقصد بھی یہی قرار دیا کہ اس کی اطاعت کی جائے چنانچہ فرمایا:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ ط﴾ (الایۃ (النساء: ۶۴/۳))

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ (کنز الایمان)

اور متعدد مقامات پر فرمایا کہ "اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو"۔ کہیں فرمایا: "جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ بڑا کامیاب ہے"۔ (النور: ۵۱/۲۳) جس نے اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ ضرور گمراہ ہوا۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا﴾ (الاحزاب: ۳۶/۲۳)

ترجمہ: اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔ (کنز الایمان)

کہیں فرمایا کہ مومن کی شان یہ ہے کہ اس کے رسول کسی معاملہ میں فیصلہ کے لئے بلائیں تو بلا اور ایچ کے کہ ہم نے سنا اور مانا، چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَإِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ط وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (الایۃ (النور: ۵۱/۲۳))

ترجمہ: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ (کنز الایمان)

اور رسول ﷺ کے احکامات کو ماننے کی حیثیت اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمائی کہ:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: ۶۵/۳)

ترجمہ: تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور سچی سے مان لیں۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ سے واضح ہے کہ جو شخص رسول ﷺ کے فیصلے کے خلاف دل میں تنگی محسوس کرے بے دلی سے آپ کے فیصلے کو مانے تو مومن نہیں۔

اور رسول کے پکارنے کو اللہ نے اپنا پکارنا قرار دیا فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ﴾ الآية (النفال: ۲۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشنے گی۔ (کنز الایمان)

رسول کی مافرمانی تو بڑی بات ہے مافرمانی کی سرکوشی سے بھی منع کر دیا گیا، ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِلَهِمَّ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ﴾ الآية (المجادلة: ۹/۵۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم جب آپس میں مشورہ کرو تو گناہ اور جہاد سے بڑھنے اور رسول کی مافرمانی کی مشورت نہ کرو۔ (کنز الایمان)

اور رسول کی مافرمانی کو منافقین کا طریقہ بتایا گیا، فرمایا:

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتُ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنْكَ صُدُودًا﴾ (النساء: ۶۱/۴)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کی آٹاری ہوئی کتاب اور رسول کی طرف آؤ تو تم دیکھو گے کہ منافق تم سے منہ موڑ کر پھر جاتے ہیں۔ (کنز الایمان)

یہاں تک کہ دوزخی دوزخ میں حسرت کریں گے چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿يَوْمَ تَقَلِّبُ وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ﴾ (الباب: ۶۶/۳۳)

ترجمہ: جس دن ان کے منہ اُلٹ اُلٹ کر آگ میں تلے جائیں گے کہتے ہوں گے ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔ (کنز الایمان)

حتیٰ کہ رسول کے فیصلہ کے بعد ایمان والوں کا یہ اختیار اللہ عزوجل نے سلب کر لیا کہ وہ مانیں یا نہ مانیں، انہیں سر تسلیم خم کرنا ہے، ارشاد ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُمُؤِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ﴾ الآية (الباب: ۳۶/۳۳)

ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد اور نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ و رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے رسول اکرم ﷺ کے حکم کو اپنے حکم کے مساوی قرار دیا ہے اور بتا دیا کہ رسول ﷺ کے حکم کے بعد کسی بھی شخص کو ماننے یا نہ ماننے کا اختیار نہیں۔ اور رسول کی اطاعت سے اعراض کرنے والوں کے لئے فرمایا:

﴿وَمَنْ تَوَلَّىٰ فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا﴾ (النساء: ۸۰/۴)

ترجمہ: اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔ (کنز الایمان)

اور رسول کی مخالفت پر واضح عذاب کی وعید ارشاد ہوئی، فرمایا:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَ مَقِيلًا﴾ (النساء: ۱۱۵/۴)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل گیا۔

چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اس کی حالت پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔ (کنز الایمان)

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (النور ۲۳/۲۳)
ترجمہ: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔ (کنز الایمان)

قرآن کریم کے ان ارشادات پر غور کیجئے کہ کس طرح جگہ جگہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی مافرمانی پر وعید کے ساتھ رسول ﷺ کی مافرمانی پر وعید ارشاد ہوئی۔ رسول ﷺ کے بلانے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا بلا مقرر دیا۔ رسول ﷺ کی مافرمانی کے لئے سرکوشی بھی منع فرمائی۔ رسول ﷺ کا فیصلہ واجب التسلیم قرار دیا وہ بھی اس حد تک کہ جو رسول ﷺ کے فیصلے کو نہ مانے اس میں ذرا براہ بھی تردد کرے وہ ممکن نہیں۔ رسول ﷺ کے حکم سے روگردانی کرنے والوں کو منافق قرار دیا۔ رسول ﷺ کے حکم کو اس وجہ واجب الاتباع قرار دیا کہ رسول ﷺ کے حکم کے بعد نہ ماننے کا کسی مومن کو حق نہ دیا گیا۔ جو نہ مانے اُسے جہنم کی وعید سنائی گئی۔ کیا یہ سب اس بات کی دلیل نہیں کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ہر ارشاد واجب الاعتقاد و العمل ہے اسی طرح رسول ﷺ کا فرمان بھی واجب التسلیم ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے اس کے رسول ﷺ کے حکم سے منہ پھرنے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مابین تفریق کرنا قرار دیا گیا چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنُكْفَرُ بِبَعْضٍ وَهُمْ لَا يَتَذَكَّرُونَ﴾ (البقرہ ۸۵/۲)
ترجمہ: اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان

اور کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں۔ (کنز الایمان)
اور ایسوں کے لئے فرمایا گیا:

﴿أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا وَأَعْتَمَلْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا﴾ (النساء ۱۵۱/۳)

ترجمہ: یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (کنز الایمان)

تو معلوم ہوا کہ رسول ﷺ واجب الاتباع ہیں اور آپ کو واجب الاتباع نہ ماننا ان آیات کا انکار ہے جن میں رسول ﷺ کے واجب الاتباع ہونے کا بیان ہے اور قرآن کریم کی کسی آیت کا بھی انکار پورے قرآن کا انکار ہے، چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَكَفَرُوا بِبَعْضٍ﴾ (البقرہ ۸۵/۲)

ترجمہ: تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔ (کنز الایمان)
اور ایسوں کی سزا اور ان کا انجام بیان ہوا کہ:

﴿فَكَذَّبُوا بِبَعْضِ مَا كُنَّا نُفَعِّلُهُمْ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ﴾ (البقرہ ۸۵/۲)
ترجمہ: تو جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ لایا ہے مگر یہ کہ دنیا میں رسوا ہو اور قیامت میں سخت تر عذاب کی طرف پھیرے جائیں گے اور اللہ تمہارے کو تکوں (برے اعمال) سے بے خبر نہیں۔ (کنز الایمان)

بہت سے احکام وہ ہیں جو قرآن کریم میں مذکور نہیں۔ صرف رسول ﷺ نے ارشاد فرمائے اور وہ بھی قرآن میں بیان کردہ اعمال کی طرح واجب العمل قرار پائے مثلاً:

۱۔ اذان: قرآن کریم میں کہیں بھی مذکور نہیں کہ نماز بجاگاندہ کے لئے اذان دی جائے مگر اذان عید رسالت سے لے کر آج تک شعار اسلام رہی ہے اور رہے گی۔

۲۔ نماز جنازہ: قرآن میں اس کے بارے میں کوئی حکم نہیں۔ مگر یہ بھی فرض ہے اس کی بنیاد ارشاد رسول ہی ہے۔

۳۔ بیت المقدس: کو قبلہ بنانے کا قرآن میں کہیں حکم نہیں۔ مگر توجہ قبلہ سے پہلے یہی نماز کا قبلہ تھا یہ بھی ارشاد رسول ہی سے تھا۔

۴۔ خطبہ: جمعہ و عیدین میں خطبے کا قرآن کریم میں حکم نہیں۔ مگر یہ بھی عبادت ہے اس کی بنیاد صرف ارشاد رسول ہی ہے۔ وہ بھی اس شان سے کہ اگر اس میں کوئی کوتاہی ہوئی تو کوتاہی کرنے والوں کو تنبیہ کی گئی۔ مثلاً: ایک بار جمعہ کا خطبہ ہو رہا تھا اسی اثنا میں ایک قافلہ آگیا کچھ لوگ خطبہ چھوڑ کر چلے گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا ط
قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ط وَاللَّهُ خَيْرُ
الرَّازِقِينَ﴾ (الحجہ: ۱۱/۶۲)

ترجمہ: اور جب انہوں نے کوئی تجارت یا کھیل دیکھا اس کی طرف چل دیئے اور تمہیں خطبہ میں کھڑا چھوڑ گئے۔ تم فرماؤ وہ جو اللہ کے پاس ہے کھیل سے اور تجارت سے بہتر ہے۔ اور اللہ کا رزق سب سے اچھا ہے۔ (کنز الایمان)

یہ صرف اسی بناء پر ہے کہ قرآن کریم کی طرح ارشاد رسول ﷺ بھی واجب الاعتقاد اور واجب العمل ہے اس میں کوتاہی کی وہی سزا ہے جو قرآن کے فرمودات میں کوتاہی کی ہے، اسی طرح

﴿وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ﴾ (البقرہ: ۴۳/۲)

ترجمہ: نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو۔ (کنز الایمان)

اس مثال ہی کو لیجئے۔ ”الصَّلَاةُ“ جو عربی لفظ ہے اسے اگر لغت عرب کے ذریعے حل کریں گے تو آپ کو ملے گا کہ ”صَلَاةٌ“ بمعنی دعا۔ ”صَلَوَاتٌ“ کا مفرد ہے اور یہ پیچھے کی

دور کوں کو کہتے ہیں۔ ”صَلَّى اللَّحْمُ“ اس وقت کہتے ہیں جب گوشت کو بھونا جائے یا جلانے کے لئے آگ میں ڈالا جائے۔ تو پھر بتائیے کیا ﴿وَاقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾ کا مطلب انہی معنوں میں سے مقرر کریں گے یا اس طریقہ کو لیں گے جو حضور ﷺ نے تعلیم فرمایا۔ بہت ممکن ہے فریال صاحبہ کل اپنی الٹی منطق کے تحت یہ کہہ بیٹھیں کہ قرآن میں نماز کا مخصوص طریقہ اور التحیات، دعائے قنوت وغیرہ کا ذکر نہیں، قرآن میں تو صرف ”صَلَاةُ“ بمعنی دعا کا ذکر ہے جب کہ حدیث میں اتنی ساری دعاؤں اور اذکار، آیات، رکوع، سجود وغیرہا کے مجموعے کو نماز کہا گیا اور قرآن میں اس کا ذکر نہیں جو حدیث میں بیان ہوا، لہذا ثابت ہوا کہ قرآن اور حدیث میں تضاد ہے اسی لئے میں اسے قبول نہیں کرتی۔ صرف دعائیہ معروف طریقے سے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ (معاذ اللہ)

اسی طرح حکم زکوٰۃ پر عمل کرنے کے لئے بھی نصاب کا تعین۔ کہ کس شے پر زکوٰۃ ہے اور کس شے پر نہیں؟ ان سب کی تفصیلی تعین حدیث رسول سے ہی ہوتی ہے۔

اسی طرح حج کو لیجئے۔ قرآن مجید کے ذریعے حج کے مہینوں کا تعین ہوتا ہے۔ عرفات کے لئے لکھا ہے۔ طواف بیت اللہ کا حکم بھی۔ قرآن مجید کی آیت کریمہ ہے:

﴿وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا﴾ (الابۃ

(۲) عمران: ۹۷/۳)

ترجمہ: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔ (کنز الایمان)

اب اس پر کس طرح عمل کرے؟ ”أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ“ یعنی حج کے مقررہ مہینے، کون مقرر کرے گا؟ حج کب ہوگا؟ عرفات میں کب قیام ہوگا؟ خانہ کعبہ کا طواف کس طرح اور کتنی بار ہوگا؟ طواف کہاں سے شروع ہوگا اور کہاں ختم ہوگا؟ میقات کیا ہے؟ احرام کیا ہے؟ احرام کس طرح باندھا جائے گا، کہاں سے باندھا جائے گا؟ اس کی کیا پابندیاں ہوں گی؟۔ ان سب کی وضاحت کیسے ہوگی؟

اگر بفرض محال فریال صلیبہ کی بات کو مانا جائے کہ حدیث میں اضافہ ہے قرآن میں تو اس کا ذکر نہیں آیا یہ کہ حدیث اور قرآن میں تعارض ہے لہذا حدیث کو چھوڑ دیں اگر ایسا کر لیا گیا تو دین ایک مذاق ہو کر رہ جائے گا۔ حج محض تفریح اور سیر سپاٹے کا نام بن جائے گا۔ جس مہینے میں چاہوں حج کرو۔ جب چاہوں قیام کرو۔ جیسے چاہوں احترام باندھوں وغیرہ۔

اولاً ہم کہتے ہیں کہ حدیث اور قرآن میں تعارض کہاں واقع ہو رہا ہے؟ کہ حدیث کو چھوڑا جائے۔ قرآن میں تو اجمال ہے اور حدیث میں اس کی تفصیل، کیا فریال صلیبہ تعارض اور تضاد کا مطلب سمجھتی ہیں؟

الضدان: صفتان وجودیتان بتعاقبان فی موضع واحد،
یستحیل اجتماعہما کالسواد والبیاض (کتاب التعریفات، سید
الشریف المرحوم حنفی ۷۴-۸۱۶ مطبوعۃ دارالمنزل)
یعنی، ضدان سے مراد ایسی دو وجودی حقیقتیں جن کا پے درپے ایک جگہ
میں جمع ہونا محال ہو جیسے کالا اور سفید۔

تعارض البینین عند الحنابلہ، أن تشهد أحدهما بنفی ما أثبتہ
الأخری، أو بإثبات ما نقتضی الفلوس الفقهی المستطیع، أبو حنیب،
مطبوعۃ: إدارة القرآن والعلوم الإسلامیہ، کراچی، پاکستان)
یعنی، حنابلہ کے نزدیک گواہوں میں تعارض سے مراد یہ ہے کہ دو میں
سے ایک اس چیز کی نفی کی گواہی دے جس کو دوسرے نے ثابت کیا، یا
ثابت کرے اس شے کو جس کی دوسرے نے نفی کی۔

واضح ہوا کہ تعارض تو تب ہوتا ہے جب قرآن میں حکم ہوتا ہے کہ حالت حیض میں نماز
پڑھی جائے، روزہ رکھا جائے اور حدیث میں ممانعت ہوتی۔ جبکہ قرآن میں اس طرح کا حکم
موجود ہی نہیں لہذا تعارض اور تضاد نہ رہا۔
اسی طرح قرآن مجید میں ہے:

﴿السَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا﴾ (المائدہ: ۳۸)

ترجمہ: اور جو مرد یا عورت چور ہو تو ان کا ہاتھ کاٹو۔ (کنز الایمان)

قرآن مجید نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی کہ کتنا مال و دولت چوری کرنے پر قطعید ہے
ایک ہی ہاتھ کاٹا جائے یا دونوں کاٹے جائیں۔ ایک ہی قطع ہوگا تو پہلے کون سا ہوگا؟ کیا بینک
لوٹنے والے یا کفن چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا یا نہیں؟ وغیرہ، اس طرح کی بے شمار مثالیں
ہیں۔ ہم نے بطور اختصار صرف چند کو ذکر کیا ہے۔

فریال! نجات اور فلاح اسی میں ہے:

﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ﴾

اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

لہذا فرمودات رسول ﷺ کو مانے بغیر کوئی چارہ نہیں فرمان رسول ﷺ کے بعد مسلمان کو
یہ اختیار ہی نہیں کہ وہ یہ کہے کہ اس کے بارے میں قرآن میں تو حکم نہیں ہے کیونکہ ارشاد
خداوندی ہے کہ:

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (الایہ

(الحشر: ۷۹/۷۹)

ترجمہ: اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع کریں باز
رہو۔ (کنز الایمان)

یہ نہیں فرمایا قرآن دیں تو لے لو اور جو قرآن سے نہ ہو اُسے نہ لویا اس کو لینے میں تم مختار
ہو چاہو تو لے لو چاہو تو نہ لو۔ اسی طرح منع کے معاملے میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ جس سے منع فرمایا
وہ منع فرمانا قرآن سے ہو تو باز رہو، نہی قرآن سے نہ ہو تو تم مختار ہو بلکہ فرمایا: ”جو کچھ تمہیں
عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع کریں باز رہو“ اور اس فرمان میں ”ما“ کے عموم کا تقاضا یہی
ہے کہ رسول جو دیں وہ لے لیا جائے اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہا جائے جیسا کہ
نبی ﷺ نے مسلمان عورتوں کو حالت حیض میں نماز سے منع فرمایا تو قرآن کے ماننے والے باز

رہے اور نہ ماننے والے عقل کے گھوڑے دوڑانے لگ گئے۔

کیونکہ اگر رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو واجب التسلیم نہ مانا جائے تو ان تمام امور کا انکار لازم آئے گا جن کا صراحۃً ذکر قرآن میں نہیں ہے اور آؤ امر قرآنی پر کما حقہ عمل کرنا بھی ہمارے بس میں نہ رہے گا اور قرآن کریم کی بے شمار آیات کے منکر قرار پائیں گے اور ﴿الْهَوَیْ مَسْنُونٌ یَبْغِضُ الْکِیْبَ﴾ الایۃ کے مصداق جائیں گے اور وعید خداوندی ﴿وَ اتَّقُوا اللَّهَ ط إِنَّ اللَّهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ﴾ (الحشر: ۷۹) کے مستحق ہو جائیں گے۔

فریال صاحبہ کے بے بنیاد اور من گھڑت اعتراضات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ احادیث و آثار صحابہ و تابعین اور اقوال فقہاء کے مقابلے میں ترجیح عقلی دلائل کو دیتی ہیں۔ اور اپنی ناقص عقل کو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور ازواج مطہرات کی کامل ترین عقلوں پر فوقیت دینے کی ناپاک جسارت کرتی ہیں تو بھی ہم عقل کے ذریعے ان کے لئے قول رسول ﷺ کی اہمیت اور اس کی نجیت کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں:

”اسلام میں کلام اللہ کے بعد کلام رسول ﷺ کا درجہ ہے۔ کیوں نہ ہو کہ اللہ کے بعد رسول ﷺ کا مرتبہ ہے۔ قرآن کو یا لیسپ کی بتی ہے، اور حدیث اس کی رنگین نمی۔ جہاں قرآن کا نور ہے وہاں حدیث کا رنگ ہے۔ قرآن سمندر ہے، حدیث اس کا جہاز، قرآن موتی اور مضامین حدیث اس کے اغواں۔ قرآن اجمال ہے، حدیث اس کی تفصیل۔ قرآن ابہام ہے، حدیث اس کی شرح۔ قرآن روحانی طعام ہے، حدیث رحمت کا پانی۔ کہ پانی کے بغیر نہ کھانا تیار ہو، نہ کھایا جائے، حدیث کے بغیر نہ قرآن سمجھا جائے نہ اس پر عمل ہو سکے۔ قدرت نے اس میں داخلی خارجی نوروں کا محتاج کیا ہے، نور بصر کے ساتھ نور فکر وغیرہ بھی ضروری ہے۔ اندھے کے لئے سورج بے کار اندھیرے میں آنکھ بے فائدہ۔ ایسے ہی قرآن کو یا سورج ہے، حدیث مومن کی آنکھ کا نور۔ یا قرآن ہماری آنکھ کا نور ہے اور حدیث آفتاب نبوت کی شعائیں کہ ان میں سے اگر ایک بھی نہ ہو تو ہم اندھیرے میں رہ جائیں گے۔

(مرآت المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح از علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ)

کلام اللہ کو کلام رسول ﷺ سے الگ کر کے نہیں سمجھا جاسکتا۔ اگر قول رسول ﷺ کی دین اسلام میں کوئی حیثیت نہ ہوتی تو رب تعالیٰ اپنے محبوب کی زبان مبارک کے ذریعے اپنا مقدس کلام دنیا کو کیوں عطا فرماتا؟

فریال صاحبہ اور اس کی جماعت اگر اس بات کو تسلیم کرتی ہو کہ نماز کے لئے طہارت ضروری ہے اور اسے تسلیم کئے بغیر ان کے لئے کوئی چارہ بھی نہیں۔ نہ انہیں کہنا پڑے گا کہ پیشاب کرنے کے بعد پاکی حاصل کرنا ضروری نہیں ایسے ہی نماز پڑھ سکتے ہیں کیونکہ اس کا ذکر صراحۃً قرآن میں نہیں۔ اسی طرح نجاست حقیقی جسم پر لگی ہو تو جسم کو اس سے پاک کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ قرآن کریم میں صراحت سے یہ حکم ہمیں معلوم نہیں ہوتا اور اگر کپڑوں پر نجاست ہو تو اسے دور کر کے انہیں پاک کرنا لازمی نہیں وغیرہ الگ جب طہارت یعنی پاکی کو نماز کی شرط مان لیا تو حیض کا پلیدی و نجاست ہونا قرآن کریم میں مذکور ہے چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِضِ ط قُلْ هُوَ أَذًی﴾ (البقرہ: ۲۲۲)

ترجمہ: اور تم سے پوچھتے ہیں حیض کا حکم تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے۔ (کنز الایمان)

اس مقام پر ﴿أَذًی﴾ سے مراد ناپاکی ہے پلیدی ہے اور نجاست ہے چنانچہ نصر بن محمد بن احمد ابواللیث السمرقندی متوفی ۳۷۳ھ لکھتے ہیں:

﴿قُلْ هُوَ أَذًی﴾ یعنی الدم هو قذر نجس (تفسیر السمرقندی،

المجلد (۱)، سورۃ (۲) البقرہ: ۲۲۲، ص ۱۴۶، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت،

الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ و ۱۹۹۶ م)

یعنی، ﴿أَذًی﴾ سے مراد خون ہے وہ خون قذر (یعنی پلیدی) نجس ہے۔

امام حجۃ الاسلام ابو بکر حصاص رازی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں:

﴿هُوَ أَذًی﴾ یعنی، أنه نجس وقذر

یعنی، ﴿أَذًی﴾ سے مراد نجاست اور پلیدی ہے۔

پھر آگے تحریر فرماتے ہیں:

إِنْ الْأَذَى لَمْ يَمُتْ يَفْقَعُ عَلَى الْحَاسَاتِ۔

”اذی“ اسم ہے ہے جو گندگی پر واقع ہوتا ہے

اور بطور دلیل حدیث شریف ذکر کرتے ہیں:

قَوْلُ النَّبِيِّ ﷺ: ”إِذَا أَصَابَ نَعْلٌ أَحَدَكُمْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهَا بِالْأَرْضِ وَلْيَصَلِّ فِيهَا فَإِنَّهَا لَهَا طَهْرٌ“ قَسَمِي النِّجَاسَةَ أَذًى

(تفسیر احکام القرآن، مطبوعہ قدوسی کتب خانہ کراچی)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ”جب تم میں سے کسی کے جوتے

پرازی (گندگی) لگے تو اسے زمین سے رگڑے اور اس میں نماز پڑھے

کیونکہ ایسا کرنا اس کو پاک کرنا ہے“ حدیث میں حضور ﷺ نے نجاست

کو ”اذی“ سے تعبیر کیا ہے۔

علامہ ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب مارودی بصری متوفی ۴۵۰ھ لکھتے ہیں:

وَالْأَذَى وَهُوَ مَا يُوْذَى مِنْ تَنَن رِيحِهِ..... وَنَجَاسَةٍ (تفسیر مارودی،

سورة البقرة (۲۲۲)، مطبوعہ: دارالکتب العلمیہ، بیروت)

یعنی، ”اذی“ وہ ہے جس کی بدبو اور نجاست سے ایذا ہو۔

اور علامہ ناصر الدین ابوالخیر عبداللہ بن عمر بن محمد بیضاوی متوفی ۶۹۱ھ لکھتے ہیں:

﴿قُلْ هُوَ أَذًى﴾ أَيْ الْحَيْضُ شَيْءٌ مُسْتَقْلَرٌ الْخ (تفسیر بیضاوی،

المجلد (۱)، سورة (۲) البقرة: ۲۲۲، ص ۱۳۹، مطبوعہ: دار احیاء التراث

العربی، بیروت الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۸م)

یعنی، حیض مستقری ہے۔

اور علامہ فخر الدین رازی متوفی ۶۵۳ھ نقل کرتے ہیں:

﴿قُلْ هُوَ أَذًى﴾ فَقَالَ عَطَاءٌ وَقَتَادَةُ وَالْمَدَنِيُّ: أَيْ قُلُو (التفسیر الکبیر

، المجلد (۲)، سورة (۲) البقرة: ۲۲۲، ص ۴۱۵، مطبوعہ: دار احیاء التراث

العربی، بیروت الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۸م)

یعنی، عطاء، قتادہ اور مدنی نے فرمایا ﴿أَذًى﴾ کا معنی پلیدی و نجاست ہے۔

اور علامہ محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ القوجوی متوفی ۹۵۱ھ بیضاوی کی عبارت

”مستقر“ کے تحت لکھتے ہیں:

قَسْرُ الْأَذَى بِالْمَشْيِ الَّذِي يَتَقَلَّوهُ الطَّبِيعُ، وَلَا شَكَّ أَنْ اللَّوْثَ

الْخَارِجَ مِنَ الرَّحِمِ كَلِمَتُكَ، فَإِنَّ الْأَذَى فِي اللُّغَةِ اسْمٌ لِمَا يَكْرَهُ

مَنْ كُلُّ شَيْءٍ الْخ (حاشیہ شیخ زادہ، الجزء (۲)، ص ۵۳۳، مطبوعہ:

دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۹م)

یعنی، بیضاوی نے ”اذی“ کی تفسیر اس کے ساتھ کی کہ جسے طبیعت نجس

سمجھے اس میں شک نہیں کہ آلودگی جو رحم سے خارج ہوتی ہے وہ اسی طرح

ہے، کیونکہ ہر شے سے جو ناپسند ہولغت میں اس کا نام ”اذی“ ہے۔

امام ہلال الدین اٹکلی لکھتے ہیں:

﴿قُلْ هُوَ أَذًى﴾ قُلُو، أَوْ مَحَلُهُ

یعنی نجاست ہے یا اس کا محل ہے

اس کے تحت علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۳۱ھ لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ ﴿قُلْ هُوَ أَذًى﴾ أَيْ الْمَحِيضُ بِمَعْنَى الدَّمِ الْمَنَائِلُ،.....

فَإِنَّ قَوْلَهُ قُلُو رَاجِعٌ لِتَفْسِيرِهِ بِالْمَصْلُو، وَمَحَلُهُ أَوْ، مَحَلُهُ رَاجِعٌ

لِتَفْسِيرِهِ بِالْمَكَانِ، (حاشیہ الصلوی علی تفسیر الحلالین، المجلد (۱)

سورة البقرة (۲۲۲)، ص ۱۶۷، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت،

الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۱م)

یعنی، بمعنی بہتے خون کے ہے..... پس مصنف کا قول ”قُلُو“ اس کی تفسیر

بالمصدر کی طرف راجع ہے اور ان کا قول ”محله“ اس کی تفسیر بالمکان

کی طرف راجع ہے۔

اور علامہ سلیمان بن عمر الشافعی الشہر بالجمل متوفی ۱۲۰۶ھ نقل کرتے ہیں:

﴿قُلْ هُوَ أَذَى﴾ ای مستقل (الفتوحات الإلیہ، المحلد (۱)، سورۃ

(۲) البقرة: ۲۲۲، ص ۲۹۲، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت الطبعة الاولى

(۱۴۲۳-۲۰۰۳ م)

یعنی، ”تم فرماؤ وہ ناپاکی ہے“ یعنی وہ مستقل ہے۔

اور خطیب شربنی متوفی ۹۷۷ھ لکھتے ہیں:

﴿قُلْ هُوَ أَذَى﴾ ای قذر أو محله قذر (تفسیر السراج المنیر، المحلد (۱)،

سورۃ (۲) البقرة: ۲۲۲، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی، ”اذی“ کا معنی قذر ہے یا یہ کہ اس کا محل قذر ہے۔

علامہ ابو محمد حسین بن سعود القراء البغوی متوفی ۵۱۶ھ لکھتے ہیں:

﴿قُلْ هُوَ أَذَى﴾ ای قذر والأذی کل ما یکره من کل شیء (تفسیر

بغوی السنی بمعلم التذیل، المحلد (۱)، سورۃ (۲) البقرة: ۲۲۲، مطبوعہ: دار

تألیفات اشرفیہ، ملتان)

یعنی، ”اذی“ بمعنی ”قذر“ ہے اور ہر شے سے جو ناپسند ہو وہ ”اذی“ ہے

علامہ جلال اللہ زنجری متوفی ۵۳۸ھ لکھتے ہیں:

﴿قُلْ هُوَ أَذَى﴾ ای حیض شیء یستقل ویؤذی من یقر به نفرة

منه وکراهة له (تفسیر الکشاف، سورۃ (۲) البقرة: ۲۲۲)

یعنی، حیض شیء مستقر ہے اور جو اس کے قریب ہوتا ہے اسے نفرت و

کراہت کی وجہ سے ایذا ہوتی ہے۔

اسی طرح علامہ شہاب الدین سید محمود آلوی بغدادی متوفی ۱۲۷۵ھ لکھتے ہیں:

﴿قُلْ هُوَ أَذَى﴾ والمعنی المقصود منه المستقل، وبہ قسره

فتاۃ (روح المعانی، سورۃ (۲) البقرة: ۲۲۲، ص ۷۰۲، مطبوعہ: دار احیاء

التراث العربی، بیروت)

یعنی، مقصود اس سے مستقر رہے اور فتادہ نے اس کی یہی تفسیر کی۔

امام ابو حفص عمر بن علی ابن عادل دمشقی حنبلی متوفی ۸۸۰ھ لکھتے ہیں:

قیانهم ففسروا الأذی هنا بالشیء القذر، فإننا أردنا بالمحیض نفس

الدم کان شیئاً مستقلاً (اللب فی علوم الکتاب: ۶۷/۲)

یعنی، انہوں نے ”اذی“ کی تفسیر نجس شیء کے ساتھ کی پس جب ہم نے

”محیض“ سے مراد خون لیا تو وہ شیء مستقر رہے۔

علامہ رازی لکھتے ہیں:

فذلك الدم جاری محری البول والغائط فکان أذی وقذر

یعنی، تو خون حیض پیثاب اور پائخانہ کے قائم مقام ہے تو یہ ناپاکی،

بلیہ کی اور نجاست ہے۔

قاضی محمد علی شاکانی متوفی ۱۲۵۰ھ لکھتے ہیں:

والأذی کنایة عن القذر، ویطلق علی القول المکروه ومنه قوله

تعالی: ﴿لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى﴾، ومنه قوله

تعالی: ﴿وَدَعْ أَذَاهُمْ﴾ (فتح القدير، المحلد (۱)، سورۃ البقرة، ص

۲۲۵، مطبوعہ: دار المعرفہ، بیروت)

یعنی، ”اذی“ کنایہ ہے ”قذر“ سے اور یہ ناپسندیدہ قول پر بولا جاتا

ہے اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِکُمْ بِالْمَنِّ

وَالْأَذَى﴾ ہے اور اللہ کا قول ﴿وَدَعْ أَذَاهُمْ﴾ ہے

فریال صاحبہ نے روزے کے متعلق کہا کہ حالت حیض میں روزے رکھنا صحیح ہے اور

دلیل میں کہا کہ قرآن میں صرف رخصت ہے تو مریض اور مسافر کو ہے حائضہ کے لئے

رخصت نہیں۔ جو با عرض ہے مریض اور مسافر کی رخصت سے مقصود ضرر سے حفاظت ہے۔ اگر فریال کے قاعدے کو مان لیا جائے تب تو حاملہ اور دودھ پلانے والی خاتون کو بھی روزہ رکھنا لازم ہو جائے گا کیونکہ قرآن میں خاص ان کا نام لے کر رخصت نہیں دی گئی۔ جب کہ امام ابو بکر حصاص نے ”تفسیر احکام القرآن“ میں تحریر فرمایا:

الحامل والمرضع لا تخلوان من أن يضرب بهما الصوم، أو بولديهما وأيهما كان الاقطار خير لهما والصوم محظور عليهما
یعنی، حاملہ اور دودھ پلانے والی عورتیں اس حال سے خالی نہیں کہ روزہ رکھنا انہیں یا ان کی اولاد کو نقصان دے گا لہذا دونوں کے لئے افطار (روزہ نہ رکھنا) بہتر اور دونوں پر روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

معلوم ہوا کہ حالت حیض میں نماز اور روزے کی ممانعت ہے۔ اگرچہ قرآن میں صراحۃً حالت حیض میں روزے کی ممانعت مذکور نہیں لیکن اشارۃً یہ ذکر ہے کہ جس حالت سے روزہ رکھنے والی کو نقصان کا غالب گمان ہو، اس حالت میں اُسے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے جیسا کہ امام حصاص کے قول سے واضح ہوا۔

اور عقلاً بھی حالت حیض میں روزے رکھنے کی ممانعت ہوتی ہے اور جو حکمت شریعت معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے جسم میں خشکی پیدا ہوگی۔ خشکی کی وجہ سے مکاحقہ حیض کا خون خارج نہ ہوگا جو کہ مُہر ہے۔ اس لئے ان ایام میں عورتوں کو ایسی چیزیں استعمال کرائی جاتی ہیں جن سے اچھی طرح ادراہ ہو جائے گا لہذا روزہ رکھنے سے منع کر دیا گیا۔

حیض نجاست ہے جیسا کہ مندرجہ بالا سطور سے ثابت ہے اور اسی لئے حیض کے ختم ہونے کو طہارت اور پاکی سے تعبیر کیا گیا چنانچہ ارشاد ہے:

﴿فَاعْزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ لَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾
الایۃ (البقرہ: ۲۲/۲)

ترجمہ: تو عورتوں سے الگ رہو حیض کے دنوں اور ان سے نزدیکی نہ

کرو جب تک پاک نہ ہو لیں۔ (کنز الایمان)
﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ﴾ (البقرہ: ۲۲/۲)

ترجمہ: پھر جب پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے تمہیں اللہ نے حکم دیا۔ بے شک اللہ پسند کرتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو اور پسند رکھتا ہے ستھروں کو۔ (کنز الایمان)

چنانچہ امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری متوفی ۳۲۰ھ لکھتے ہیں:
عن معاذ بن عمار قال: ﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾ قال:
انقطاع الدم

یعنی، حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں“ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا (پاک ہونا) خون حیض کا ختم ہونا ہے۔

عن سليمان أو عثمان بن الأسود: ﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾
حتى ينقطع عنهن الدم

یعنی، سخیان یا عثمان بن الاسود سے مروی ہے (اللہ تعالیٰ کا فرمان) ”اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں“ (یعنی) جب تک ان کا خون حیض ختم نہ ہو جائے۔

عن عكرمة بن زكريا قال: ﴿وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾ قال: حتى
ينقطع الدم (تفسیر ابن جریر، المجلد (۲)، ص ۲۲۷، مطبوعہ:

دار المعرفة، بیروت، ۱۴۰۶ھ-۱۹۸۶م)

یعنی، حضرت عکرمہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ”اور ان سے نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیں“ کے بارے میں مروی ہے آپ نے فرمایا (جب

تک پاک نہ ہو لیس سے مراد ہے) جب تک خون حیض ختم نہ ہو جائے۔

اور یہاں الدین ابوالحسن ابراہیم بن عمر الباقی متوفی ۸۸۵ھ ﴿يُظْهِرُنَ﴾ الآية (البقرہ: ۲۲۲/۲) کے تحت لکھتے ہیں:

أى بانقطاعه (تنظيم الدم في تناسب الآيات والسور، المجلد (۱)، ص

۴۲۱، مطبوعة دار الكتب العلمية، بيروت، ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵م)

یعنی، پاک ہو جائیں انقطاع حیض کے ساتھ۔

اسی طرح علامہ محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ القوجوی الحنفی متوفی ۹۵۱ لکھتے ہیں:

وحجة أبي حنيفة أن قوله تعالى: ﴿فَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى

يُظْهِرُنَ﴾ نهى عن قربانهن إلى غاية، وهي أن يظهروا أى

ينقطع حيضهن الخ (حاشية شيخ زاده، المجلد (۲)، ص ۵۳۵، مطبوعة:

دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ- ۱۹۹۰م)

یعنی، اور امام ابو حنیفہ کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ”اور ان سے

نزدیکی نہ کرو جب تک پاک نہ ہو لیس“ عورتوں کی اس ثابت رہی

خون حیض کے ختم ہونے تک نزدیکی کرنے سے منع ہے اور یہ کہ وہ

پاک ہو جائیں، یعنی ان کا حیض ختم ہو جائے۔

اس سے ثابت ہوا کہ پاکی انقطاع کے ساتھ ہی ہوگی اس کے بغیر پاکی کا حصول ممکن

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا کہ حیض بھی جاری ہو اور پاکی حاصل ہو جائے۔

یہاں پر پاک ہونے سے مراد کیا حیض کا ختم ہونا ہے یا غسل کرنا یا وضو کرنا وغیرہ۔ یقیناً

مراد حیض کا ختم ہونا ہے کیونکہ حیض کے ختم ہونے سے قبل عورت ہزار بار غسل کر لے یا لاکھ بار

وضو کر لے وہ پاک نہیں ہوگی اور پاکی صحت نماز کی شرط ہے۔

جیسا کہ علامہ احمد بن محمد صاوی المصری المالکی متوفی ۱۲۳۱ھ سورہ مائدہ کی آیت

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ﴾ الآية (المائدہ: ۶/۵)

کے تحت بیان کرتے ہیں:

وشرعت الطهارة قبل الصلاة لأن المصلي يناجي ربه وهو في

حضرته فيحتاج قبل ذلك النظافة من الحلتين الأصغر والأكبر* (حاشية

لعلامة الصاوي على تفسير الحارثين، المجلد (۲)، سورة (۵) المائدة، ص ۹۶،

مطبوعة: دار احياء التراث العربی، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ- ۱۹۹۹م)

یعنی، ”اور طہارت کو نماز سے پہلے مشروع قرار دیا گیا کیونکہ مُصَلِّی (یعنی

نماز پڑھنے والا) اپنے رب سے مناجات کرتا ہے اس حال میں کہ وہ

شخص اس کی بارگاہ میں ہوتا ہے لہذا اس سے پہلے حدث اصغر اور حدث

اکبر سے پاکی کی ضرورت ہے۔“

طہارت سے ہر قسم کے حدث وناپاکی حتیٰ کہ حیض و نفاس بھی مراد ہے جیسا کہ علامہ صاوی

اس آیت ﴿وَأَنْ كُنْتُمْ جُنُبًا﴾ الآية (المائدہ: ۶/۵) کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

﴿جُنُبًا﴾ أى بمغيب الحشفة أو خروج المني بلملة معتادة في

لبقطة أو مطلقاً في النوم أو الحيض أو النفاس ، لأن الخطاب

عام المذكور والإناث

یعنی، مگر تم بھی ہو جھٹھ (یعنی، آگے تناسل کے سر) کے چھپنے

سے، جاگتے ہوئے لذت معتاد کے ساتھ، منی کے خروج سے یا نیند میں

مطلقاً منی کے خروج سے یا حیض یا نفاس سے کیونکہ خطاب عام ہے جو

مردوں کے لئے بھی ہے اور عورتوں کے لئے بھی۔

امام ابو القاسم عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک القشیری النیسابوری الشافعی متوفی

۳۶۵ھ لکھتے ہیں:

ليس كل ما يكون موجب الاستحياء والنفور مما هو باختيار

العبد، فقد يكون من النقائص ما ليس للعبد فيه كسب، وهو

ابتداءً حکم الحق فمن ذلك ما كتب الله على بنات آدم من تلك الحالة: ثم أمرن بإعتزال المصلی فی اوان تلك الحالة فالمصلی مناج ربّه فحین عن محل المناجاة حکماً من الله لا جرماً لهن، وفي هذا إشارة فيقال: انهن وإن منعن عن الصلاة التي هي حضور البدن فلم يحجب عن استماع الذكر بالقلب واللسان (تفسير القشیری، المجلد ۱)، سورة البقرة قوله تعالى ﴿وَسْتَغْلِبُكَ مِنَ الْخَيْضِ الْآيَةُ﴾، ص ۱۰۵، مطبعة: دار الكتب، العلمية، بيروت الأولى ۱۴۲۰ هـ - ۲۰۰۰ م)

یعنی، ہر وہ جو چیز جو حیاء اور نفرت کا موجب ہو، ان میں سے ہر ایک کا بندے کے اختیار میں ہونا ضروری نہیں کہ جو فعل بندے کا کمایا ہوا نہ ہو وہ اس کے نقائص سے شمار ہو، اور یہ ابتداء اللہ کا حق ہے، پس یہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی بیٹیوں پر اس حالت میں فرض کیا، پھر ان کو حکم دیا گیا کہ وہ اس حالت کے وقت میں نماز کی جگہ سے مجدار ہیں کیونکہ نماز پڑھنے والا اپنے رب سے مناجات کرتا ہے تو محل مناجات سے دور رہے گی اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے نہ ان کے اپنے کسی بندہ کی وجہ سے، اور اس میں اشارہ ہے کہ کہا جائے انہیں اگرچہ اس حالت میں نماز سے روکا گیا ہے جو بدن کی حاضری ہے مگر زبان و دل سے اللہ تعالیٰ کے ذکر پر پھٹکی سے نہیں روکا گیا۔

حالت حیض و نفاس میں صحت دو وجوب نماز اور صحت صوم کا ثبوت کہیں بھی نہیں ملتا۔ اور فریال خاتون نے قرآنی آیات کی من مانی تفسیر کر کے اسے ثابت کرنے کی مذموم حرکت کی ہے۔ کاش اس نے حضور رحمت عالم ﷺ کے اس فرمان کو پڑھ لیا ہوتا:

عن ابن عباس، قال قال رسول الله ﷺ: "مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَّبِعْهُ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" (رواه الترمذی و آورده التبریزی فی "مشکاتہ")

فی کتاب العلم، برقم: ۳۷/۲۳)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کہا اس کو چاہئے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تلاش کرے اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جس شخص نے بغیر علم کے قرآن (کے بارے) میں کچھ کہا اس کو چاہئے وہ اپنا ٹھکانہ (دوزخ کی) آگ میں تلاش کرے۔

سوال میں مذکورہ خاتون نے علم کے بغیر اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر بیان کی۔

حالانکہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے واضح طور پر فرمایا دیا ہے:

﴿فَسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (نمل ۱۶/۳۳-۳۴)

یعنی تو اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔ (کنز الایمان)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"لَقَدْ خَلَقْتُمْ مِنْهُ فَقُولُوا وَمَا جِئْتُمْ فِكَلُوهُ إِلَىٰ عَالِيهِ" (رواه احمد

وافن مسلمہ و آورده التبریزی فی "مشکاتہ")

یعنی تو قرآن میں جتنا تم جانتے ہو اس کو بیان کر دو اور جو نہیں جانتے

اس کو جاننے والوں کے حوالے کر دو۔

امام احمد رضا قدس سرہ تفسیر معالم التزیل کے حاشیے میں اس مقام پر فرماتے ہیں:

"أقول: هذا من محاسن نظم القرآن، أمر الناس أن يسألوا أهل

الذكر العلماء بالقرآن العظيم، ولرشد العلماء أن لا يعتمدوا

على أذهانهم بل يرجع إلى ما بين لهم النبي ﷺ فَرَدَّ النَّاسَ

العلماء، والعلماء إلى الحديث، والحديث إلى القرآن، وإن إلى

ربكم المنتهى، فكما أن المحققين لو تركوا الحديث إلى

القرآن لضلوا، كذلك العامة لو تركوا المحققين ورجعوا إلى

الحديث لضلوا، ولهذا قال الإمام سفيان بن عيينة في إسناده
الحديث قريب زمن الإمام الأعظم والإمام مالك رحمهما الله أو
الحديث مغلة إلا - للفقهاء - نقله عنه الإمام ابن الحجاج
المكي في "المدخل"۔

یعنی بنظم قرآن کے محاسن سے ہے لوگوں کو قرآن عظیم کا علم رکھنے والے
اہل ذکر سے پوچھنے کا حکم فرمانا، اور علماء کو یہ ہدایت فرمائی کہ فہم قرآن
کے معاملے میں اپنے ذہن پر بھروسہ نہ کر لیں بلکہ بیان رسول ﷺ کی
جانب رجوع کریں۔ اس طرح عوام کا مرجع علماء، علماء کا مرجع حدیث،
حدیث کا مرجع قرآن ٹھہرایا اور بلاشبہ اجتہاد رب ہی کی جانب
ہے۔ جیسے یہ ہے کہ مجتہدین اگر حدیث ترک کر دیں اور صرف قرآن کی
طرف رجوع کریں تو گمراہ ہو جائیں اسی طرح یہ ہے کہ اگر عوام
حضرات مجتہدین کو چھوڑ دیں اور خود حدیث کی جانب رجوع کرنے لگیں
تو گمراہ ہو جائیں۔ اسی لئے امام اعظم و امام مالک رحمہما اللہ کے قریب زمانہ
کے ایک جلیل القدر امام حدیث حضرت سفيان بن عيينہ رحمہما اللہ فرماتے
ہیں۔ ”غیر فقہاء کے لئے حدیث گمراہی کی جگہ ہے (یعنی آدمی اگر
فقہاء سے خالی ہے تو حدیث سے گمراہی میں پڑ سکتا ہے جیسے حدیث و
فقہاء کے بغیر خود قرآن سے گمراہی میں پڑ سکتا ہے اسے امام ابن الحجاج
مکی نے امام موصوف سے ”مدخل“ میں نقل فرمایا۔“ (ص ۱۲۱۵)

معلوم ہوا کہ مجتہدین بھی حدیث کے بغیر صرف قرآن ہی سے رجوع کریں تو گمراہ ہو
جائیں تو غیر عالم کا حکم کس قدر سخت ہوگا، لیکن فریال نے قرآن و حدیث اور مسلمانوں کے
راستے سے راہ فرار اختیار کر کے اپنے لئے عذاب تیار کیا۔ فریال خاتون پر انانیت پرستی کا
بھوت ایسا سوار ہوا کہ صحابہ کرام، تابعین، ائمہ مجتہدین، مفسرین، مستند علماء دین کی پیروی کی

بجائے اپنی تفسیر و تشریح سے کام لیا اور اپنی گمراہی کا ثبوت دیا۔

قرآنی آیات اور مفسرین کے اقوال کی روشنی میں معلوم ہوا کہ پاکی نہ ہونے کی
صورت میں نماز نہیں ہوتی۔ مذکورہ عورت اگر حیض کو ناپاکی مان لیتی تو کبھی بھی حالت حیض میں
نماز پڑھنے کی تعلیم نہ دیتی۔ شارع علیہ السلام نے حالت حیض میں نماز و روزہ کو حرام قرار دیا
اور نماز کی قضاء کو ساقط فرمایا اور روزے کی قضاء کا حکم دیا اسی پر ازدواج مطہرات، صحابیات،
تابعیات سے لے کر آج تک کی تمام مسلمان خواتین کا عمل رہا کیونکہ رسول ﷺ کا یہی حکم تھا
چنانچہ حدیث شریف ہے:

عن معاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ، أَنَّهَا قَالَتْ لِعَائِشَةَ: مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي
الصُّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: كَانَ يُصَيِّبُنَا ذَلِكَ فَنُؤْمَرُ
بِقَضَاءِ الصُّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ۔ (رواه مسلم في "صحیحة"
(رقم: ۳۲۵-۳۶) ولورده البربري في "مشكاة" (رقم: ۳-۲، ۳۳)

یعنی، حضرت معاذہ عدویہ (ثقة تابعیہ) سے روایت ہے کہ بے شک
اس نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا وجہ ہے حیض
والی عورت روزہ قضاء کرتی ہے مگر نماز قضاء نہیں کرتی؟ ام المؤمنین سیدہ
عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہم پر حیض کا وقت آتا تھا تو ہمیں روزے
کی قضاء کا حکم دیا جاتا تھا نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

اس کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں: یہ ایک شرعی حکم ہے
جس کا شارع علیہ السلام نے حکم صادر فرمایا ہے اس کی وجہ اور علت دریافت کرنے کی کوئی
ضرورت نہیں اگرچہ ممکن ہے کہ اس کی یہ وجہ بیان کی جائے کہ قضائے نماز میں بڑا حرج ہے
اور بڑی مشقت اس وجہ سے اس کی قضاء واجب نہیں اس لئے (اشعة المسائل، کتاب الصلاة، باب
الفضل، الفصل الأول)

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی ﷺ کا حکم تھا اس پر تمام اہل ایمان عمل کرتے

رہے کسی نے اعتراض نہ کیا کیونکہ ان کے نزدیک نبی ﷺ کا حکم قرآن کے حکم کی طرح واجب التسلیم ہوا کرتا تھا آیات قرآنی سے جو نتیجہ فریال صاحبہ نے اخذ کیا سرسری غلط ہے، کیا قرآن کی آیات صحابہ و صحابیات کو یاد نہ تھیں؟ یقیناً تھیں مگر یہ نتیجہ اخذ نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک فرمان رسول ہی حرف آخر ہوتا تھا کیونکہ وہ جانتے تھے جس قرآن سے ہم فرمان رسول ﷺ سے ہٹ کر کوئی اور حکم اخذ کریں گے وہ قرآن اس نبی پر نازل ہوا اور ان ہی کی زبانِ اقدس سے ارشاد ہوا اور انہی کے ذریعے ہمیں ملا، ہمیں قرآن کی تعلیم دینے والے وہی ہیں چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ (البقرة: ۱۵۱/۲)

ترجمہ: اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے۔ (کنز الایمان)

قرآن کے بیان کرنے والے وہی ہیں چنانچہ ارشاد ہے:

﴿لَتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ (النحل: ۴۴/۱۲)

ترجمہ: کہ تم لوگوں سے بیان کر دو جو ان کی طرف اترا۔ (کنز الایمان)

اور انہیں قرآن اور اس کا بیان سکھانے والا اللہ ہے چنانچہ ارشاد ہے:

﴿الرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۖ خَلَقَ الْإِنْسَانَ ۖ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۖ﴾

(النس: ۱/۵۵)

ترجمہ: رحمن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد کو پیدا

کیا ماکان و مایکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (کنز الایمان)

اور ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَحْرِكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ ۖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ

وَقُرْآنَهُ ۖ فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۖ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۖ﴾

(القیامہ: ۱۹-۱۶/۴۵)

ترجمہ: جب بھی نہ سنا جائے گا تم یاد کرنے میں جلدی میں قرآن کے

ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو، بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا

ہمارے ذمہ ہے، تو جب ہم اُسے پڑھ چکیں تو اس وقت اس پڑھے

ہوئے کی اتباع کرو، پھر بے شک اس کی باریکیوں کو تم پر ظاہر فرمانا

ہمارے ذمہ ہے۔ (کنز الایمان)

اور اگر کوئی یہ سوچ کہ نبی ﷺ کا صراحۃً حکم کہاں ہے کہ حائضہ نہ نماز پڑھے اور نہ روزہ

رکھے، تو اس کا جواب یہ ہے یہ اعتراض سرے سے غلط اور بے بنیاد ہے کیونکہ کئی احادیث میں

نبی ﷺ سے ان ایام میں نماز چھوڑنے کا حکم مروی ہے چنانچہ حدیث شریف ہے کہ

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ أَبِي حَبِيشٍ: "إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ

فَدَعِي الصَّلَاةَ"

یعنی بے شک نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت ابی حمیش سے فرمایا:

"جب تجھے حیض آئے تو نماز چھوڑ دے"

اس کے تحت علامہ ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

هذا نص "ثابت" عنه - عليهم السلام - في أن الحيض يمتنع

من الصلاة (الإستدکال، المجلد ۱)، کتاب الطہلۃ، ص ۲۷، ص ۳۳۸

، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰م

یعنی یہ نبی ﷺ سے اس بات میں ثابت نکل ہے کہ حیض (ماہواری) نماز کو

مانع ہے۔

اور مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ ائمہ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے

حضرت فاطمہ بنت ابی حمیش رضی اللہ عنہا کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم فرماتے ہیں کہ

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَاتْرِكِي الصَّلَاةَ - رواه في الموطأ في کتاب

الطہلۃ (باب استحاضة بوقم: ۵۳/۲۹)

یعنی، پس جب حیض آئے تو نماز کو چھوڑ دے۔

اور حدیث شریف ہے:

قال جابر و أبو سعيد: عن النبي ﷺ: "تَدْعُ الصَّلَاةَ" صحيح

البحری، کتاب الحيض، باب لا تقضي الحائض الصلاة

یعنی، حضرت جابر اور ابو سعید رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ نبی ﷺ نے

فرمایا کہ حائضہ نماز نہ پڑھے

اور حدیث شریف ہے:

عن أبي سعيد الخدري قال: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي أَصْحَابٍ،

أَوْ قَطَرٍ، إِلَى الْمُصَلَّى، فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ، فَقَالَ: "يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ

اتَّصَلْنَ، فَإِنِّي أُرِيدُكُمْ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ" فَقُلْنَ: وَبِمَا رَسُولُ اللَّهِ

؟ قَالَ: "تُكَيِّرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَمِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ

عَقْلٍ وَدِينٍ وَأَذْهَبَ لِبِ الرِّجُلِ الْحَارِمِ مِنْ إِبْخَالِكُنَّ"، قُلْنَ: وَمَا

نَقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: "أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ بِمِثْلِ

بِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ؟" قُلْنَ بَلَى، قَالَ: "وَذَلِكَ مِنْ نَقْصَانِ

عَقْلِيهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ ثُمَّ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تُصُمْ؟" قُلْنَ: بَلَى،

قَالَ: "فَلَيْكَ مِنْ نَقْصَانِ دِينِهَا"۔ رواه البخاری فی "صحیحہ" صحیح

کتاب الحيض (باب ترك الحائض الصوم) (رقم: ۳۰۴) ووردہ الترمذی فی

"مشکاتہ" فی الإیمان (الفصل الأول، رقم: ۱۹-۱۸)

یعنی، حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی ﷺ عید الفطر یا عید

الفطر میں عید گاہ کی طرف نکلے، پس عورتوں پر سے آپ کا گزر رہو تو

ارشاد فرمایا: اے عورتوں! صدق کرو کیونکہ مجھے دکھایا گیا ہے تم بکثرت

دوزخ میں ہو، تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کس سبب سے؟

فرمایا: تم بکثرت سے لعنت کرتی ہو اور شوہر کی نافرمانی کرتی ہو، اور میں

نے ناقصات العقل اور ناقصات دین کو نہیں دیکھا جو تم سے زیادہ دانا و

زیرک شخص کی عقل کو زائل کرنے والا ہو، انہوں نے عرض کی: یا رسول

اللہ! ہماری عقل و دین کا نقصان کیا ہے؟ فرمایا: کیا عورت کی کو ای مرد

کی کو ای کے مقابلے میں آدمی نہیں؟ تو یہی عورت کی عقل کی کمی ہے اور

کیا جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نماز و روزہ نہیں چھوڑتی؟ یہی اس

کے دین کا نقصان ہے۔

عن أبي سعيد الخدري قال: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَلَيْسَ إِنَّا حَاضَتُ

لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تُصُمْ، فَلَيْكَ مِنْ نَقْصَانِ دِينِهَا" رواه البخاری فی "صحیحہ

"فی کتاب الصوم (باب الحائض ترك الصوم والصلاة، رقم: ۱۹۵۱)

یعنی، حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

کیا جب عورت حائضہ ہوتی ہے تو نماز اور روزے نہیں چھوڑ دیتی؟ یہی

اس کے دین کا نقصان ہے۔

عن عبد الله بن عمر، عن رسول الله ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ!

تَصَلَّيْنَ وَأَكْثِرْنَ الْإِسْتِغْفَارَ، فَإِنِّي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ" فَقَالَتِ

أَمْرُؤَةٌ مِنْهُنَّ، حَزْلَةٌ: "وَمَا لَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَالَ: "

تُكَيِّرْنَ اللَّعْنَ، وَتَكْفُرْنَ الْعَمِيرَ، مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ

أَغْلَبَ لِيْنِي لِبِ مِنْكُنَّ" قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا نَقْصَانُ الْعَقْلِ

وَالدِّينِ؟ قَالَ: "أَمَّا نَقْصَانُ الْعَقْلِ فَشَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ تَعْدِلُ شَهَادَةَ

رَجُلٍ، فَهَلَا نَقْصَانُ الْعَقْلِ وَتَمَكُّتُ الْيَالِي وَمَا تُصَلِّي، وَتَقْطُرُ

فِي رَمَضَانَ، فَهَلَا نَقْصَانُ الدِّينِ"۔ رواه البخاری فی "صحیحہ" فی

کتاب الإیمان (باب بیان نقصان الإیمان الخ، رقم: ۱۲۳-۲۹) وابن ماجہ فی

”سنہ“ فی الفتن (باب فتنۃ النساء، رقم ۴۰۳)

یعنی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عورتوں! تم صدقہ کرو اور کثرت سے استغفار کیا کرو کیونکہ میں نے تم کو جہنم میں بکثرت سے دیکھا ہے ان میں سے ایک عورت نے عرض کی: یا رسول اللہ! جہنم میں ہماری اکثریت کس سبب سے ہوگی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اس لئے کہ تم کثرت سے لعنت کرتی ہو اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو، ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے باوجود ہر ایک شخص کی عقل کو زائل کرنے والا میں نے تم کو دیکھا ہے، اس عورت نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہماری عقل اور ہمارے دین کا نقصان کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: عقل کی کمی تو یہ ہے دو عورتوں کی کوایک مرد کی کوایک کے برابر ہے اور دین میں کمی یہ ہے کہ ماہواری کے ایام میں تم نہ نماز پڑھ سکتی ہو اور نہ روزہ رکھ سکتی ہو۔

عن ابی ہریرۃ أن رسول اللہ ﷺ خطب الناس فوعظهم ثم قال: ”يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَلُّنَّ، فَإِنَّكُنَّ أَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: وَلِمَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لِأَكْثَرِكُنَّ يَتَرَفَّعْنَ وَكُفْرِكُنَّ الْعِشِيرَ“، قَالَ: ”مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتٍ عَقْلٍ وَدِينٍ أَغْلَبَ لِبَدَوِي الْأَلْبَابِ وَدَوِي الرُّأْيِ مِنْكُنَّ“ قَالَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ: وَمَا نَقْصَانُ عَقْلِيَّهَا وَدِينِهَا؟ قَالَ: ”شَهَادَةُ امْرَأَتَيْنِ مِنْكُنَّ بِشَهَادَةِ رَجُلٍ، وَنَقْصَانِ دِينِكُنَّ الْحَيْضَةُ، فَتَمَكُّتُ إِحْدَاكُنَّ الثَّلَاثَ وَالْأَرْبَعَ لَا تَصَلِّي“ رواه الترمذی فی ”جامعہ“ فی الإیمان (باب فی استكمال الإیمان، رقم ۲۶۱۳) وَقَالَ: هَذَا خَلِيفَتُ حَرْصٍ صَحِيحٌ

یعنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا پس انہیں وعظ فرمایا پھر فرمایا: اے عورتوں!

صدقہ کرو، پس تم اکثر دو زنی ہو، تو ان میں سے ایک عورت نے عرض کی: کیوں یا رسول اللہ؟ فرمایا: تمہارے کثرت سے لعنت کرنے کے سبب اور شوہر کی ناشکری کرنے کی وجہ سے، فرمایا: میں نے ناقصات العقل اور ناقصات الدین کو دانا اور صاحب رائے مردوں پر تم سے زیادہ غالب آنے والا نہیں دیکھا، ان میں سے ایک عورت نے عرض کی: عورت کی عقل اور دین کا نقصان کیا ہے؟ فرمایا: تم میں سے دو عورتوں کی کوایک مرد کی کوایک کے برابر ہے، اور دین کا نقصان حیض ہے، پس تمہاری ایک (حیض کی وجہ سے) تین اور چار دن ٹھہرتی ہے نماز نہیں پڑھ سکتی۔

یہ تمام احادیث اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ ایام مخصوصہ میں عورت کا نماز نہ پڑھنا اور روزہ نہ رکھنا نبی ﷺ کے حکم سے تھا اور عورتوں کا یہ عمل نبی ﷺ کے علم میں تھا۔

کیا عورتوں نے از خود حالت حیض میں نماز اور روزہ چھوڑنا شروع کر دیا تھا وہ بھی اجتماعی طور پر نہ کسی نے اس کا خلاف نہ کیا۔ صحابیات کے بارے میں ایسا سوچنا بھی عبث ہے۔ پھر بھی اگر کوئی نصرہ ہو کہ سب عورتوں نے اجتماعی طور پر ان دو اہم عبادات کو اس حالت میں از خود ترک کرنا شروع کر دیا، نبی ﷺ نے انہیں کوئی حکم نہیں فرمایا تھا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ایسا ہی ہوا ہوتا اور نبی ﷺ کی ازواج مطہرات بھی اس پر عمل پیرا تھیں اور ان کے اس فعل کی نبی ﷺ کو خبر تھی تو آپ ﷺ نے انہیں کوئی حکم کیوں نہ دیا اور عورتوں کے اس عمل کا صحابہ کرام کو تو علم تھا تو وہ اس پر ہرگز ہرگز خاموش نہ رہتے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر شکایت کرتے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دینے پر حضور ﷺ کی بارگاہ میں ان کی شکایت کی (صحیح مسلم، کتاب الطلاق) تو نبی ﷺ کوئی حکم ارشاد فرماتے اور اگر کوئی بات بھی تسلیم نہ کی جائے پھر یہ تو ماننا پڑے گا عورتوں کے عمل کا اللہ تعالیٰ کو تو علم تھا اور وہ نزول وحی کا زمانہ تھا اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی اپنے نبی کو عورتوں کے اس عمل سے آگاہ کیوں نہ کیا جیسا کہ دیگر امور میں آگاہ فرما دیا جاتا۔ اور عورتوں کا ان ایام میں نماز اور روزہ ترک کرنا اور پھر نماز کی قضاء بھی نہ کرنا اگر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہوتا۔ اور

عورتوں کا یہ عمل اگر حکم شرع نہ ہوتا عورتوں کے اس فعل کے روز میں وحی نازل کیوں نہ ہوگئی۔ ان ایام میں نماز و روزہ کا حکم ہوتا تو درکنار عورتیں ان ایام میں چھوڑی ہوئی نمازوں کی قضاء بھی نہیں کرتی تھیں تو عورتوں کو ان نمازوں کی قضاء کا بھی حکم نہ دیا گیا۔ اس بارے میں قرآن کی کوئی آیت کریمہ نازل ہوئی اور نہ کسی آیت کریمہ میں اس طرف اشارہ ہے۔ اور اگر ہے تو فریال خاتون اور اس کے ہم نوا ہمیں دکھائیں۔ ہرگز نہیں دکھا سکتے کیونکہ یہ ہی نہیں۔

اور ان ایام کی چھوڑی ہوئی نمازوں کے بارے میں حدیث شریف میں ہے:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُعَاذَةُ، أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِعَائِشَةَ أَخْجَرِي إِحْلَانَنَا صَلَاتِنَا إِذَا طَهَّرْتُ؟ فَقَالَتْ: أَخْرُورِيَهُ أَتَب؟ قَدْ كُنَّا نَحْيِضُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهِ، أَوْ قَالَتْ: فَلَا تَفْعَلْهُ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي "صَحِيحِهِ" فِي كِتَابِ الْحَيْضِ (باب لَا تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ)

یعنی، قتادہ کہتے ہیں کہ مجھے معاذہ نے حدیث بیان کی کہ ایک عورت نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ ہم پاکی کے ایام میں (ماہواری کے ایام کی) نمازیں قضاء کر لیا کریں؟ تو آپ نے فرمایا: کیا تو حروریہ ہے؟ ہم حضور ﷺ کے ظاہری زمانہ میں حیض میں مبتلا ہوتیں تو آپ ہمیں قضاء کا حکم نہیں دیتے۔

اسی طرح مزید روایات ہیں:

عَنْ مُعَاذَةَ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: تَقْضِي إِحْلَانَنَا الصَّلَاةَ أَيَّامَ مَحِيضِنَا؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَخْرُورِيَهُ أَتَب؟ قَدْ كُنَّا نَحْيِضُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، ثُمَّ لَا نَقُومُ بِقَضَائِهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي "صَحِيحِهِ" فِي كِتَابِ الْحَيْضِ (باب وَجوب قضاء الصوم على الحائض)

دون الصلاة، رقم: ۲۳۵-۶۷

یعنی، معاذہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا ماہواری کے ایام کی نماز ہم کو قضاء کرنی چاہئے۔ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہیں تم حروریہ (خارجیہ) تو نہیں ہو؟ ہم ازواج رسول اللہ ﷺ کو بھی ماہواری آتی تھی اور رسول اللہ ﷺ ہم کو نماز قضاء کرنے کا حکم نہیں دیتے تھے۔

عَنْ يَزِيدَ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاذَةَ: أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ تَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ؟ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَخْرُورِيَهُ أَتَب؟ قَدْ كُنَّا نَحْيِضُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَا يَأْمُرُنَا بِهِ، أَوْ قَالَتْ: فَلَا تَفْعَلْهُ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي "صَحِيحِهِ" فِي كِتَابِ الْحَيْضِ (باب وَجوب قضاء الصوم)

على الحائض دون الصلاة، رقم: ۲۳۵-۶۷

یعنی، حضرت معاذہ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا ایام حیض میں نمازوں کی قضاء کرنی چاہئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا تم حروریہ ہو؟ رسول ﷺ کی ازواج حاضر ہوتیں تو کیا حضور ﷺ ان کو نماز قضاء کرنے کا حکم دیتے تھے۔

اس کے تحت امام نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

معناه لا يأمرها النبي ﷺ بالقضاء مع علمه بالحيض وتركها الصلاة حتى زمنه ولو كان القضاء واجبا لأمرها به (شرح صحيح مسلم، السجل ۱)، كتاب الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصوم، ص ۲۴

مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الثالثة ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰م

یعنی، اس کا معنی ہے کہ نبی ﷺ نے عورت کے حیض اور زمانہ حیض میں ان کے نماز کو چھوڑنے کا علم رکھنے کے باوجود (زمانہ حیض کی نمازوں کی) قضاء کا حکم ارشاد نہ فرمایا، اور اگر (ان ایام کی نمازوں کی) قضاء واجب ہوتی (آپ ﷺ) عورت کو قضاء کا حکم ارشاد فرماتے۔

اور یہ مسئلہ ایسا ہے کہ حضرت صحابہ کرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان میں سے کسی نے بھی اس کا خلاف نہیں کیا وہ تو صرف ایام ماہواری کی نمازوں کی قضاء کا قول کرنے والوں کو

بھی گمراہ خارجی سمجھتے تھے اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب ان ایام کی نمازوں کی قضاء کے بارے میں پوچھنے والی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا: **أُخْرُورِيه** (یعنی خارجیہ) تو نہیں جو ایسے واضح و متعین مسئلہ کے بارے میں پوچھتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن مَعَاذَةَ قَالَتْ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصُّومَ وَلَا تَقْضِي الصَّلَاةَ، قَالَتْ: أَخْرُورِيهَ أَتَيْتِ؟ قُلْتُ: لَمْ تَخْرُورِيهِ وَالْكِنْيُ لَسْأَلٍ، قَالَتْ: كَانَ يُصَيِّنَا ذَلِكَ، قَوْمٌ يَقْضَوْنَ الصُّومَ وَلَا يَقْضَوْنَ الصَّلَاةَ - رواه مسلم في صحيحه في كتاب الحيض (باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة رقم: ٦٩-٢٢٥)

یعنی، معاذہ روایت کرتی ہیں کہ سیدہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزہ تو قضاء کرتی ہے نماز قضاء نہیں کرتی، تو آپ نے پوچھا کیا تو حروریہ ہے؟ میں نے عرض کیا میں حروریہ نہیں ہوں محض جانتا چاہتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: حیض کے ایام میں ہمیں روزوں کی قضاء کا تو حکم دیا جاتا تھا اور نمازوں کی قضاء کا حکم نہ دیا جاتا۔

اور ”حروراء“ کیا ہے اس کے بارے میں علامہ نووی لکھتے ہیں:

وهي نسبة إلى حروراء وهي قرية بقرب الكوفة، قال المصنف في هذا موضع على ميلين من الكوفة كان أول اجتماع الخوارج بعد قال

الهروري: تعاقبوا في هذه القرية فتمسبوا إليها (شرح صحيح مسلم، المجلد ٤)، كتاب الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، ص ٢٣، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت للطبعة الثالثة ١٤٢١ هـ - ٢٠٠٠ م)

یعنی، ”حروریہ“ حروراء کی طرف نسبت ہے اور یہ کوفہ کے قریب ایک گاؤں ہے۔ معانی نے کہا وہ کوفہ سے دو میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے خوارج کا پہلا اجتماع اسی جگہ ہوا تھا، ہروی نے کہا: خوارج نے اس گاؤں میں باہم

عہد و پیمان کیا تھا تو اسی گاؤں کی طرف منسوب کئے گئے۔

اور اُمّ المؤمنین نے اس عورت کو حروریہ اس لئے کہا تھا کہ یہ خارجی لوگ عورت پر ایام ماہواری کی نمازوں کی قضاء کے وجوب کے قائل تھے۔

چنانچہ قاضی عیاض متوفی ٥٢٢ھ لکھتے ہیں:

إِنَّمَا قَالَتْ عَائِشَةُ لَهَا هَذَا الْكَلَامُ لِأَنَّ طَائِفَةً مِنَ الْخَوَارِجِ يَرَوْنَ عَلَى الْحَائِضِ قِضَاءَ الصَّلَاةِ لِأَنَّهُمْ لَمْ تَسْقُطْ عَنْهَا فِي كِتَابِ اللَّهِ عَلَى أَهْلِهَا فِي رَدِّ الْمَسْئَلَةِ عَلَى خِلَافِ بَيْنِهِمْ فِي الْمَسْئَلَةِ (أكمل المعلم بفوائد مسلم، المجلد ٢)، كتاب الحيض، باب وجوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة، ص ١٨٣، مطبوعة: دار الفکر، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م)

یعنی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے یہ کلام صرف اس لئے کیا کہ خوارج کی ایک جماعت حائضہ پر (ایام ماہواری کی نمازوں کی) قضاء لازم سمجھتی تھی کیونکہ حائضہ سے کتاب اللہ (یعنی قرآن) میں (ان ایام کی) نمازیں ساقط نہیں کی گئیں۔ اس مسئلہ میں ان کے مابین اختلاف کی بناء پر رد سنت کے اپنے اصول پر چلتے ہوئے (انہوں نے یہ کیا)۔

اور تو اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول **أَخْرُورِيهَ أَتَيْتِ؟** بمعنی **أَخْرَجِيهَ أَتَيْتِ؟** ہے یعنی کیا تو ”خارجیہ“ ہے؟ کے ہے۔

اور امام نووی لکھتے ہیں:

فمعنى قول عائشة رضي الله عنها أن طائفة من الخوارج يوجبون على الحائض قضاء الصلاة الفائتة في زمن الحيض وهو خلاف إجماع المسلمين

یعنی، تو قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا معنی یہ ہے کہ بے شک خوارج کی ایک جماعت حائضہ پر ایام حیض کی فوت شدہ نمازوں کی قضاء واجب قرار دیتی ہے حالانکہ یہ اجماع المسلمین کے خلاف ہے۔

اگر کوئی یہ کہہ دے کہ ایام ماہواری میں نماز نہ پڑھنے یا ان کی قضاء نہ کرنے کے بارے میں جو احادیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں کیا ضروری ہے کہ ہم انہیں مان لیں اور وہ ہمارے لئے قابلِ حجت ہوں تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ مندرجہ بالا سطور میں حضرت جابر، ابو سعید خدری، ابن عمر، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث ذکر کی گئی ہیں جو اجماع المسلمین کی مؤید ہیں اور اس کے علاوہ عرض یہ ہے ایسے مسائل میں صحابہ کرام علیہم الرضوان ازواج مطہرات کی طرف ہی رجوع کیا کرتے تھے اور ہماری اس بات کی تائید اثر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہوتی ہے چنانچہ علامہ ابن البرقی نقل کرتے ہیں:

قال عجلان أبو غالب: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النِّسَاءِ وَالْحَائِضِ، هَلْ تَقْضِيَانِ الصَّلَاةَ إِذَا طَهَّرَتَا؟ قَالَ: هُوَلَاءِ نِسَاءُ النَّبِيِّ - عَلَيْهِ السَّلَامُ - لَوْ قَعَلَتْ ذَلِكَ لَمَرَرْنَا نِسَاءً نَا بِه (الإسند كل - ۳۳۹/۱ - ۳۴۰) یعنی عجلان ابو غالب کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نفاس والی اور حیض والی عورت کے بارے میں پوچھا، کیا وہ دونوں جب حیض و نفاس سے پاک ہوں تو (ان ایام میں چھوڑی ہوئی) نمازیں قضاء کریں گی؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں، ان کی ازواج مطہرات ہیں، اگر وہ ان ایام کی چھوڑی ہوئی نمازیں قضاء کرتی ہیں تو ہم بھی اپنی عورتوں کو حکم دیں۔

اس کے علاوہ کتب احادیث میں متعدد شواہد ایسے ملیں گے جن میں خصوصاً ایسے مسائل ہیں جن کا تعلق عورتوں سے ہے صحابہ کرام نے ازواج مطہرات سے عموماً اور سیدہ عائشہ سے خصوصاً رجوع کیا۔

اور ان خارجی لوگوں کا استدلال بھی یہی تھا کہ کتاب اللہ میں نہیں ہے جیسا کہ فریال صاحبہ کا پورا زور اسی بات پر ہے کہ قرآن میں نہیں ہے کہ عورت ایام ماہواری میں نماز نہ پڑھے اس لئے اس نے اسے ماننے سے انکار کر دیا ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد ہے چنانچہ علامہ ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ نے نقل کرتے ہیں:

وروي عن حذيفة أنه قال: لَيَكُونَنَّ قَوْمٌ "فِي آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَكْذِبُونَ أَوْلَادَهُمْ وَيَلْعَنُونَ نَهْمَ وَيَقُولُونَ: جَلَلُوا فِي الْحَمْرِ، وَذَلِكَ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَرَجَمُوا وَلَيْسَ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ، وَمَنْعُوا الْحَائِضَ الصَّلَاةَ وَلَيْسَ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ"

یعنی، ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: ضرور ضرور اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم ہوگی جو اپنے اگلوں کو جھٹلائے گی اور انہیں لعنت کرے گی اور وہ لوگ کہیں گے (ہمارے اگلوں نے) شراب میں کوڑے لگائے حالانکہ وہ (سزا) کتاب اللہ میں (مذکور) نہیں، اور انہوں نے رجم (سنگسار) کیا حالانکہ وہ (سزا) کتاب اللہ میں (مذکور) نہیں، انہوں نے حائضہ کو نماز سے روکا حالانکہ وہ (حکم) کتاب اللہ میں (مذکور) نہیں۔

علامہ ابن البرقی لکھتے ہیں:

وهذا كله قد قال وهم غالية الخوارج، على أنهم اختلفوا فيه أيضاً وكلهم أهل زيغ وضلال (الإسند كل - السجل - ۱) ، ككتاب الطهارة، باب (۲۷)، الاستحاضة، ص ۳۴۰، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰م

یعنی، یہ تمام ایک غالی خارجی قوم نے کہا اس بناء پر کہ انہوں نے اس میں بھی اختلاف کیا اور وہ سارے کے سارے باطل و گمراہ ہیں۔

قرآنی آیات، احادیث مبارکہ و آثار صحابہ اور مفسرین و محدثین سے ظاہر ہوا کہ حالت حیض میں عورت نماز نہیں پڑھے گی اور نہ ان ایام کی نمازوں کی قضاء کرے گی اور نہ روزہ رکھے گی اور ان ایام کے روزوں کی قضاء کرے گی اور امت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ نفاس والی عورت ان احکام میں حائضہ کی مثل ہے۔

اجماع

۱۔ عورت ایام ماہواری میں نماز نہیں پڑھے گی اور اس پر امت کا اجماع ہے۔

حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں:

فإن بطلانك أن الحائض لا تصلّي وهذا إجماع اه (التهيد ۱۶/۲۷)

یعنی، پس اس سے ظاہر ہوا کہ حائضہ نماز نہیں پڑھے گی اور یہ اجماع ہے۔

اور لکھتے ہیں:

وهذا نص صريح في أن الحائض تترك الصلاة والأمة

مجمعة على ذلك (التهيد ۱۶/۱۰۷)

یعنی، اور یہ اس بیان میں نص صریح ہے کہ حائضہ (ایام ماہواری

میں) نماز ترک کرے گی..... اور اس پر اجماع ہے۔

اور فرماتے ہیں:

وهذا نص ثابت عنه - عليه السلام - في أن الحائض يمتنع من

الصلاة ، وهذا إجماع من علماء المسلمين ، نقله الكافي ، كما

نقلته الأحاد العدول ، ولا يخالف فيه إلا طائفة من الخوارج

يرون على الحائض الصلاة اه (الإستدلال ۲/۴۵۲، ۴۷)

یعنی، اور یہ نبی علیہ السلام سے اس بیان میں نص ثابت ہے کہ حیض نماز کو

مانع ہے، اور یہ علماء المسلمین کا اجماع ہے، اسے تمام نے نقل کیا، جیسا کہ

نقل کیا اسے آحاد عدول نے، اور اس میں کوئی مخالف نہیں سوائے خوارج

کی ایک جماعت کے جو حائضہ پر نماز (کی قضاء کو فرض) سمجھتی ہے۔

اور فرمایا:

وأجمع العلماء على أن الحائض لا تصلّي اه (الکافی ۱/۱۸۵)

یعنی، علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حائضہ (ایام حیض میں) نماز نہیں پڑھے گی۔

ابن جریر:

اور امام ابن جریر الطبری متوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں:

أجمعوا على أن عليها اجتناب كل الصلوات فرضها ونفلها اه

أنظر: (المحصر: ۲/۳۸۳، ۳۸۴)

یعنی، انہوں نے اس پر اجماع کیا کہ حائضہ عورت پر (ایام حیض میں)

فرض و نفل تمام نمازوں سے اجتناب لازم ہے۔

ابن المنذر:

اور عازمہ ابن المنذر متوفی ۳۱۸ھ لکھتے ہیں:

وأجمعوا على إسقاط فرض الصلاة عن الحائض (الإجماع لابن المنذر: ۳۵، ۴۰)

یعنی، ان کا حائضہ عورت پر سے فرض نماز کے ساقط ہونے پر اجماع ہے۔

اور دوسری جگہ فرمایا:

وأجمعوا أن الحائض لأصلها عليها في أيام حيضتها اه

یعنی، ان کا (اس پر) اجماع ہوا کہ حائضہ پر اس کے ایام حیض میں نماز

فرض نہیں۔

اور دوسری کتاب میں فرمایا:

أجمع أهل العلم لا يخالف بينهم على إسقاط فرض الصلاة عن

الحائض في أيام حيضتها اه (الأوسط ۲/۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۲۹۵، ۲۹۴، ۳۸۷)

یعنی، اہل علم کا حائضہ پر سے ایام حیض میں فرض نماز کے ساقط ہونے پر

اجماع ہے اور ان کا اس مسئلہ میں آپس میں کوئی اختلاف نہیں۔

اور فرمایا:

ونفى الجميع عنها وجوب الصلاة ، وسقط عنها فرض الصلاة

لاتفاقهم اه

یعنی، سب نے حائضہ عورت سے (ایام حیض میں) وجوب نماز کی نفی کی پس ثابت ہو گیا کہ اہل اسلام کے اتفاق سے حائضہ پر سے ایام حیض میں فرض نماز ساقط ہے۔

اور فرمایا:

وقد أجمع أهل العلم على التفریق بينهما ، قالوا: دم الحيض

مانع من الصلاة ، ودم الاستحاضة ليس كذلك اه

یعنی، اہل علم کا حیض اور استحاضہ کے حکم کے جدا جدا ہونے پر اجماع ہے خون حیض نماز کو مانع ہے اور خون استحاضہ اس طرح نہیں (یعنی مانع نہیں)۔

اور فرمایا:

وقد أجمع أهل العلم على أن لأصلاة على الحائض اه

یعنی، اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ حائضہ پر (ایام حیض میں) نماز (فرض) نہیں۔

ابن حزم:

اور علامہ ابن حزم ظاہری متوفی ۴۵۶ھ لکھتے ہیں:

واتفقوا على أن الحائض لا تصلی ولا تصوم أيام حیضها اه

(مراتب الإجماع ۳۲۲)

یعنی، علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حائضہ اپنے ایام حیض میں نماز نہیں پڑھے گی اور نہ روزہ رکھے گی۔

اور دوسری کتاب میں فرمایا:

ولما امتنع الصلاة والصوم والطواف والوطء في الفرج حال

الحيض فإجماع متيقن مقطوع به ، لا خلاف بين أحد من أهل

الإسلام فيه ، وقد عالف في ذلك قوم من الأزارقة حَقُّهم ألا

يعتدوا في أهل الإسلام اه (المحلى: ۱/۳۸۰، مسألة رقم: ۲۵۴)

یعنی، مگر حالت حیض میں نماز روزہ، طواف، وطی فی الفرج کا ممنوع ہونا

تو یہ یقینی قطعی اجماع ہے اور اس میں اہل اسلام میں سے کسی کا اختلاف

نہیں، اس کا ارزاقہ کی ایک جماعت نے اس کا خلاف کیا ہے اور حق یہ

ہے کہ انہیں اہل اسلام میں سے شمار نہ کیا جائے۔

باجی مالکی:

اور علامہ باجی مالکی متوفی ۴۷۴ھ لکھتے ہیں:

(فتاویٰ مالکی) تضمن نهی الحائض عن الصلاة وهو التحريم،

ويقتضي قساده الصلاة بالإجماع اه (المتقى: ۱/۱۲۲)

یعنی، پس تو (حالت حیض میں) نماز کو چھوڑ دے (یہ نہی) حائضہ کو نماز

سے ممانعت کو حتمی ہے، اور نہی للتحريم ہے، اور اس کا مقتضی بالاجماع

(حالت حیض میں) نماز کا قضا ہے۔

ابن رشد:

اور علامہ ابن رشد متوفی ۵۲۰ھ لکھتے ہیں:

ودم الحيض والنفس يمنع من خمسة عشر شيئاً ، العشرة الأشياء

منها متفق عليها ، والخمسة مختلف فيها ، فأما العشرة المتفق

عليها..... والثاني وجوب الصلاة ، لا خلاف أن الصلاة ساقطة عن

الحائض والنفساء اھ (مقدمت ابن رشد ۹۶/۱)

یعنی، خون حیض و نفاس پندرہ اشیاء کو مانع ہیں، ان میں سے دس متفق علیہا ہیں اور پانچ مختلف فیہا ہیں، مگر دس متفق علیہا ہیں اور دوسرا وجوب نماز ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حائضہ اور نفساء سے نماز ساقط ہے۔

ابن ہبیرہ:

اور علامہ ابن ہبیرہ متوفی ۵۶۰ھ لکھتے ہیں:

وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ قِرْضَ الصَّلَاةِ سَاقِطٌ عَنِ الْحَائِضِ مِلَّةَ حَيْضِهَا، وَأَنَّهُ لَا يَحِبُّ عَلَيْهَا قِضَاؤُهَا اھ (الإفصاح ۹۵/۱)

یعنی، اور ان کا اس پر اجماع ہے حائضہ سے مدت حیض میں فرض نماز ساقط ہے اور اس پر ان نمازوں کی قضاء واجب نہیں۔

ابن رشد الحفید:

اور علامہ ابن رشد الحفید متوفی ۵۹۵ھ لکھتے ہیں:

وَاتَّفَقَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى أَنَّ الْحَيْضَ يَمْنَعُ أَرْبَعَةَ أَشْيَاءَ: (أَحَدُهَا) فِعْلَ الصَّلَاةِ وَوَجُوبَهَا، أَعْنَى أَنَّهُ لَيْسَ يَحِبُّ عَلَى الْحَائِضِ قِضَاؤُهَا بِخِلَافِ الصُّومِ اھ (بداية المجتهد ۵۹/۲)

یعنی، مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیض چار اشیاء کو مانع ہے، ان میں سے ایک فعل نماز اور وجوب نماز ہے، میری مراد ہے کہ حائضہ پر اس کی قضاء واجب نہیں بخلاف روزے کے۔

قرطبی:

اور امام قرطبی متوفی ۶۷۱ھ لکھتے ہیں:

أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى أَنَّ لِلْمَرْأَةِ ثَلَاثَةَ أَحْكَامٍ فِي رُؤْيَيْهَا الدَّمِ الظَّاهِرِ

الْحَائِضُ مَنْ قَرِحَها ، فَمِنْ ذَلِكَ الْحَيْضِ الْمَعْرُوفِ ، وَدَمُهُ أَسْوَدٌ خَائِثٌ تَعْلُوهُ حُمْرَةٌ ، تَبْرُكُ لَهُ الصَّلَاةُ وَالصُّومُ لَا خِلَافَ فِي ذَلِكَ اھ (تفسير القرطبي: ۸۲/۲)

یعنی، علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت کے اپنی فرج سے بہنے والا ظاہر خون دیکھنے میں تین احکام ہیں، پس ان میں سے حیض ہے جو کہ معروف ہے، اس کا خون گاڑھا سیاہ مرئی مائل ہوتا ہے، اس خون کی وجہ سے عورت نماز اور روزہ ترک کرے گی اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

امام نووی:

اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں کہ امام تکی بن شرف نووی متوفی ۶۷۱ھ نے ”شرح المہذب“ میں فرمایا:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى أَنَّ الْحَيْضَ يَحْرُمُ عَلَيْهَا الصَّلَاةَ قِرْضَهَا وَتَعْلُوها ، وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّهُ يَسْقُطُ عَنْهَا قِرْضُ الصَّلَاةِ فَلَا تَقْضِي إِذَا (محة الحلق على البحر الرائق: ۱۹۳/۱)

یعنی، امت کا اس پر اجماع ہے کہ حائضہ عورت پر (ایام حیض میں) فرض و قیل نماز پڑھنا حرام ہے، اور اس پر اجماع ہے کہ حائضہ عورت سے (ایام حیض کی) فرض نماز ساقط ہے جب پاک ہوگی تو ان کی قضاء نہیں کرے گی۔

اور فرمایا:

وَأَمَّا الْحَائِضُ وَالنَّفْسَاءُ فَلَا صَلَاةَ عَلَيْهِمَا وَلَا قِضَاءَ بِالْإِجْمَاعِ اھ

یعنی، مگر حائضہ اور نفاس والی عورتیں تو بالاجماع نہ ان پر نماز فرض ہے اور نہ ان کی قضاء لازم ہے۔

اور دوسری کتاب میں فرمایا:

وقی هذا تهي لها عن الصلاة زمن الحيض ، وهو نهي تحريم ،
وبقتضى قساد الصلاة هنا فإجماع المسلمين وقد أجمع
العلماء على أنها ليست مكلفة بالصلاة وعلى أنه لا قضاء عليها
اه (شرح صحيح مسلم: ٢١/٤، ٢٦، ٢٧)

یعنی، اس میں حائضہ عورت لئے زمانہ حیض میں نماز سے ممانعت ہے،
اور وہ نجی تحریم کے لئے ہے، اور نجی یہاں باجماع المسلمین فساد نماز کو
مقتضی ہے..... اور علماء نے حائضہ کے (ایام حیض میں) مکلفہ بالصلاة
نہ ہونے اور (ان ایام کی) اس پر قضاء نہ ہونے پر اجماع کیا۔
اور دوسری جگہ فرمایا:

قولها (فتؤمر بقضاء الصوم ولا تؤمر بقضاء الصلاة) هذا الحكم
متفق عليه، أجمع المسلمون على أن الحائض والنفساء لا
تحب عليهما الصلاة ولا الصوم في الحال ، وأجمعوا على أنه لا
يجب عليهما قضاء الصلاة اه

یعنی، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول کہ ”پس ہمیں روزے کی قضاء کا
حکم دیا گیا اور نماز کی قضاء کا حکم نہ دیا گیا“ یہ حکم متفق علیہ ہے، مسلمانوں
نے اجماع کیا کہ حیض اور نفاس والی عورت دونوں پر نماز واجب نہیں
اور نہ روزہ فی الحال، اور انہوں نے اس پر اجماع کیا کہ ان پر نماز قضاء
واجب نہیں۔

اور فرمایا:

فمعنى قول عائشة رضي الله عنها: أن طائفة من الخوارج
يوجبون على الحائض قضاء الصلاة الفائتة في زمن الحيض ،
وهو خلاف إجماع المسلمين اه

یعنی، پس اُم المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کا معنی یہ ہے کہ:
خوارج کی جماعت حائضہ عورت پر زمانہ حیض کی فوت شدہ نمازوں کی قضاء
واجب کرتی ہے اور یہ اجماع المسلمین کے خلاف ہے۔

قرانی:

اور علامہ قرانی متوفی ۱۲۸۳ھ لکھتے ہیں:

الحيض والنفساء ، قال في التلخيص: يمنعان أحد عشر حكماً
وجوب الصلاة ، وصحة فعلها أما الأول والثاني فبالإجماع
اه (الفتاوى: ۱/۳۷۴)

یعنی، حیض اور نفاس، ”تلقین“ میں فرمایا: یہ دونوں گیارہ احکام کو مانع ہیں،
وجوب نماز اور صحت نماز کو..... مگر پہلا اور دوسرا حکم تو بالاجماع ہے۔

ابن تیمیہ:

اور علامہ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ لکھتے ہیں:

أن الحائض لا يحل لها أن تصلي ولا تصوم قرضاً ولا نفلاً، فإذا
ظهرت وجب عليها قضاء الصوم المفروض دون الصلاة، وهذا
مما اجتمعت عليه الأمة اه (شرح الفتاوى: ۱/۴۵۷، ۴۵۸)

یعنی، حائضہ عورت کے لئے فرض و نفل نماز پڑھنا روزہ رکھنا حلال نہیں،
جب حیض سے پاک ہو جائے تو اس پر فرض روزوں کی قضاء واجب ہے
سوائے نماز کے، اور یہ وہ مسئلہ ہے جس پر امت کا اجماع ہے۔

اور دوسری کتاب میں لکھا:

كما يحرم على الحائض الصلاة ، والصيام بالنص والإجماع اه
(محضر الفتاوى: ۲۶/۱۷۶)

یعنی، جیسا کہ حائضہ پر (ایام حیض میں) نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا نص

اور اجماع کے ساتھ حرام ہیں۔

ابن جزی:

اور علامہ ابن جزی المالکی متوفی ۷۴۱ھ لکھتے ہیں:

إلا أنها تقضى ولا تقضى الصلاة إجماعاً اهـ (قوانين الأحكام الشرعية: ۴۲)
یعنی، مگر یہ کہ وہ اجماعاً (ایام حیض کے چھوڑے ہوئے) روزے قضاء
کرے اور (ان ایام کی) نماز قضاء نہیں کرے گی۔

زیلعی:

اور امام عثمان بن علی زیلعی حنفی متوفی ۷۶۲ھ لکھتے ہیں:

(يمنع صلاة وصوماً) أي الحيض يمنع صلاة وصوماً لإجماع
المسلمين على ذلك، قال رحمه الله (وتقضى دونها) أي تقضى
الصوم دون الصلاة..... وعليه انعقد الإجماع اهـ (تبيين الحقائق: ۱/۵۶)
یعنی، حیض نماز اور روزے کو مانع ہے، مسلمانوں کا اس پر اجماع ہونے
کی وجہ سے، مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا: وہ (ایام حیض کے) روزے
قضاء کرے سوائے نماز کے..... اور اسی پر اجماع منعقد ہوا۔

ابن ح: مفلح

اور علامہ ابن ح مفلح صاحب الفردع متوفی ۷۶۳ھ لکھتے ہیں:

وهو دم طبيعة يمنع الطهارة له..... والصلاة إجماعاً ولا تقضيها
إجماعاً اهـ (الفروع: ۱/۲۶۰)

یعنی، اور وہ حیض خون طبعیہ ہے جو اسے طہارت کو مانع ہے..... اور نماز
کو اجماعاً مانع ہے اور اجماعاً نماز کی قضاء نہیں کرے گی۔

زرکشی:

اور علامہ زرکشی متوفی ۷۷۲ھ لکھتے ہیں:

ومقتضى كلام الخرقى أن الصلاة ساقط عن الحائض ملة حيضها،
وأنه لا يجب عليها قضاؤه وهو إجماع اهـ (شرح لزرکشی: ۱/۲۶۰)
یعنی، خرقی کے کلام کا مقتضی یہ ہے کہ حائضہ پر (ایام حیض میں) نماز
واجب نہیں اور یہ اجماع ہے۔

صفدا العثماني:

قاضی صفدا العثماني متوفی ۷۸۰ھ لکھتے ہیں:

اتفق الأمة على أن فرض الصلاة ساقط عن الحائض ملة
حيضها، وأنه لا يجب عليها قضاؤه (رحمة الأمة: ۲۸)
یعنی، امت اس پر متفق ہیں کہ مدت حیض میں حائضہ سے نماز ساقط ہے،
اور یہ کہ اس پر اس کی قضاء واجب نہیں۔

الآبی:

اور علامہ ابو عبد اللہ آبی متوفی ۸۲۷ھ لکھتے ہیں:

وأجمع المسلمون على أنها غير مخاطبة، فلا تصلى ولا تقضى
اهـ (إكمال المعلم: ۱/۱۰۴)

یعنی، مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ وہ (حائضہ ایام حیض میں) مخاطبہ
نہیں، تو وہ نہ نماز پڑھے گی اور نہ قضاء کرے گی۔

ابن حجر:

ابن حجر اور امام حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے اس اجماع کو حکایت کیا ہے۔

مرداوی:

اور مرداوی متوفی ۸۸۵ھ لکھتے ہیں:

قوله (ويمنع عشرة أشياء: فعل الصلاة ووجوبها) وهذا بلا نزاع
ولا تقضيها إجماعاً اهـ (الإتصاف: ۱/۳۴۶)
یعنی، مصنف کا قول ”اور حیض دس اشیاء کو مانع ہے“ اور یہ بلا نزاع ہے
اور نہ اسے قضاء کرے گی اجماعاً۔

یعنی:

اور علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

الثالث: فيه نهى للمستحاضة عن الصلاة في زمن الحيض، وهو
نهى تحريم، ويقتضى فساد الصلاة هنا بإجماع المسلمين اهـ
(عسلة الفلوی: ۲/۱۴۳، ۳۰۱، ۳۰۰)

یعنی، تیسرا یہ کہ اس میں مستحاضہ کے لئے زمانہ حیض میں نماز سے منع
(یعنی ممانعت) ہے اور نہ ہی تحریمی ہے، اور یہاں باجماع مسلمانین بھی
فساد نماز کا تقاضا کرتی ہے (یعنی اگر پڑھے گی تو نماز فاسد ہوگی)۔

اور فرمایا:

إن الحائض لا تقضي الصلاة، ولا خلاف في ذلك بين الأمة إلا
لطائفة من الخوارج..... أجمع المسلمون على أن الحائض
والنفساء لا يجب عليهما الصلاة ولا الصوم في الحال، وعلى
أنه لا يجب عليهما قضاء الصلاة اهـ

یعنی، حائضہ نماز قضاء نہیں کرے گی، اور اس مسئلہ میں امت میں کوئی
اختلاف نہیں سوائے خوارج کی ایک جماعت کے (جس نے اختلاف

کیا)..... مسلمانوں کا اجماع ہے حیض اور نفاس والی دونوں پر نماز
واجب نہیں اور نہ روزہ فی الحال، اور اس پر اجماع ہے کہ ان پر (ان
ایام کی نمازوں کی) قضاء واجب نہیں۔

اور فرمایا:

لأن طائفة من الخوارج يوجبون على الحائض قضاء الصلاة
الفائتة في زمن الحيض، وهو خلاف الإجماع اهـ
یعنی، کیونکہ خوارج کی جماعت حائضہ پر ایام حیض کی نمازوں کی قضاء کو
واجب کرتی ہے اور یہ خلاف اجماع ہے

ابن الہادی:

اور علامہ ابن عبدالحادی متوفی ۹۰۹ھ لکھتے ہیں:

الحيض مانع (إجماعاً) فعل الصلاة، ووجوبها (إجماعاً) اهـ
(محض ذوی الأقبال: ۴۷)

یعنی، حیض اجماعاً فعل نماز کو مانع ہے اور اجماعاً اس کے وجوب کو مانع ہے۔

ابن نجیم حنفی:

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: امام نووی نے حائضہ پر سے

وجوب نماز کے سقوط پر اجماع نقل کیا ہے (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: ۱/۱۹۴)

ملا علی قاری:

اور ملا علی القاری متوفی ۱۰۱۳ھ لکھتے ہیں:

(يمنع) أي: الحيض (الصلاة والصوم) بإجماع المسلمين
(ويقتضى) هو: أي الصوم (لاهي) أي الصلاة..... وعليه الإجماع

اهـ (فتح البلب العلية: ۱/۱۲۶)

یعنی، حیض یا جماع المسلمین نماز اور روزہ کو مانع ہے، روزہ قضاء کیا جائے گا نہ کہ نماز۔۔۔ اور اس پر اجماع ہے۔

شیخی زادہ:

اور علامہ شیخی زادہ الحلی متوفی ۱۰۷۸ھ لکھتے ہیں:

(يمنع الصلاة والصوم للإجماع عليه) (وتقضية دونها) أي تقضى

الصوم دون الصلاة اه (مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر: ۱/۴۳)

یعنی، حیض نماز اور روزہ کو مانع ہے اس پر اجماع ہونے کی وجہ سے، اور روزہ کو قضاء کرے گی سوائے نماز کے۔

قاضی ثناء اللہ حنفی:

اور یہ ممانعت ایسی ہے جس پر صحابہ کرام، تابعین، عظام، ائمہ فقہاء، متقدمین و متأخرین علماء غرض یہ کہ سب کا اجماع ہے۔

چنانچہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی عثمانی حنفی نقشبندی متوفی ۱۲۲۵ھ فرماتے ہیں:

”وَأَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ الْحَيْضَ يَمْنَعُ حُجُوزَ الصَّلَاةِ وَوُجُوبَهَا وَيَمْنَعُ حُجُوزَ

الصَّوْمِ لَا وَجُوبَهَا، قُلْنَا: لَا تَقْضَى الصَّلَاةُ وَتَقْضَى الصَّوْمُ قَالَتِ

عَائِشَةُ: ”كُنَّا نَحْيِضُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ

وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَتَرْمِذِيُّ وَهَذَا حَدِيثٌ مُشْهُورٌ

رَوَى عَنْهُ عَنْ كَثِيرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ صَرِيحاً وَدَلَالَةً“ (تفسیر مظہری،

المجلد (۱) ص ۳۱۱، مطبوعة: دار أحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان)

”اس پر انہوں نے اجماع کیا کہ بے شک حیض نماز کے جواز اور اس

کے وجوب کو روکتا ہے اور روزے کے جواز کو روکتا ہے اور اس کے

وجوب کو نہیں۔ ہم نے کہا (حائضہ) نماز کی قضاء نہیں کرے گی اور

روزے کی قضاء کرے گی (جیسا کہ) اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا نے فرمایا: کہ ہمیں رسول ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ میں جب

حیض آتا تو وہ ہمیں روزوں کے قضاء کا تو حکم فرماتے نماز کی قضاء کا حکم نہ

دیتے۔ اس حدیث کو مسلم اور ترمذی نے روایت کیا۔ اور یہ حدیث مشہور

ہے اس کے معنی کثیر صحابہ کرام نے صراحۃً اور دلالتاً روایت کئے ہیں۔“

رحیبانی:

اور علامہ رحیبانی متوفی ۱۲۳۳ھ لکھتے ہیں:

وَيَمْتَنَعُ بِحَيْضِ اثْنَا عَشَرَ شَيْئاً..... وَالثَّالِثُ: وَجُوبُ صَلَاةِ

إِجْمَاعاً اه (مطلب اولیٰ النہی ۱/۲۴۰)

یعنی، حیض بارہ اشیاء کو مانع ہے۔۔۔ تیسری شے اجماعاً وجوب نماز ہے۔

شوکانی:

اور قاضی شوکانی (غیر مقلد) متوفی ۱۲۵۰ھ لکھتے ہیں:

وَقَدْ أَجْمَعُوا أَنَّ الْحَائِضَ لَا تَصَلِّيْ اه (تل الأوطار: ۱/۳۲۳، ۳۲۸)

یعنی، اور انہوں نے اس پر اجماع کیا کہ حائضہ (ایام حیض میں) نماز

نہیں پڑھے گی۔

ابن عابدین شامی حنفی:

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں:

لَا فِي قَضَاءِ الصَّلَاةِ حَرَجًا يَتَكَرَّرُ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَتَكَرَّرَ الْحَيْضُ فِي

كُلِّ شَهْرٍ، بِخِلَافِ الصَّوْمِ فَإِنَّهُ يَحْبُ فِي الْعِنَةِ شَهْرًا وَاحِدًا، وَعَلَيْهِ

انْعَقَدَ الْإِجْمَاعُ اه (حاشیہ ابن عابدین: ۱/۲۰۷)

یعنی، کیونکہ نماز کے ہر روز تکرار اور حیض کے ہر ماہ تکرار کی وجہ سے قضاء

نماز میں حرج ہے، بخلاف روزے کے کیونکہ وہ سال میں ایک ماہ فرض ہیں اور اسی پر اجماع ہوا۔

اور دوسری کتاب میں فرمایا:

إذا سقط ط قدر متفق عليه هـ ، يعني سقوط الصلاة عن الحائض ، كما حكى الإجماع عن النووي بتحريم الصلاة على الحائض وأنها لا تقضي إذا طهرت (منحة الحقائق على البحر الرائق: ۱/۱۹۳، ۱۹۴)

یعنی، کیونکہ حائضہ سے (ایام حیض میں) نماز کا ساقط ہوا قدر متفق علیہ ہے جیسا کہ امام نووی سے حائضہ پر نماز کے حرام ہونے اور حیض سے پاک ہونے کے بعد ان کی قضاء نہ کرنے سے اجماع کی حکایت کی گئی۔

مستند الإجماع: حائضہ ایام حیض میں نماز نہ پڑھے۔

حدیث شریف ہے:

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال قال النبي ﷺ: "فَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نَصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ" ؟ فُلِيَ بَلَى قَالَ: "فَلَيْكُنْ مِنْ نَقْصَانِ عَقْلِهَا أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تَصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ" ؟ فُلِيَ بَلَى قَالَ: "فَلَيْكُنْ مِنْ نَقْصَانِ دِينِهَا" (متفق عليه و سبق تخريجہ)

یعنی، حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے عورتوں سے فرمایا: "کیا عورت کی کوای مرد کی کوای کے نصف کی مثل نہیں؟" عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: "تو یہی اس کی عقل کا نقصان ہے، کیا جب وہ حائضہ ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی؟" عرض کی: جی ہاں! فرمایا: "یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔"

حالت حیض میں نماز پڑھنا منع ہے:

اور اس ممانعت پر امت کا اجماع ہے، جیسا کہ مندرجہ بالا طور میں تفصیل سے مذکور ہے اور اس کا خلاصہ مع مزید حوالہ جات کے مندرجہ ذیل ہے: امام ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے (دیکھئے "المجموع": ۲/۳۸۳-۳۸۴)، علامہ ابن المنذر متوفی ۳۱۸ھ نے (دیکھئے "الأجماع لابن المنذر": ۴۰۰۳۵ و "لأوسط": ۲/۲۰۲-۲۰۳، ۲۱۸، ۲۴۵ و ۳۸۴/۴)، امام ابو زید دیوبند متوفی ۳۳۵ھ نے (دیکھئے "منحة الحقائق على البحر الرائق لابن عابدین": ۱/۱۹۳)، امام ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے (دیکھئے "مراقب الإجماع": ۳۲۳، والمحلی: ۱/۳۸۰ مسألة رقم: ۲۵۴)، حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ نے (دیکھئے "المصباح" و "الإستدکار": ۲/۴۷، ۴۵) و "الکافی": ۱/۱۸۵)، علامہ باجی مالکی متوفی ۴۷۳ھ نے (دیکھئے "المستقی": ۱/۱۲۲)، علامہ ابن رشد متوفی ۵۲۰ھ نے (دیکھئے "مقدمات ابن رشد": ۱/۹۶)، علامہ وزیر عون الدین ابی مظفر عینی متوفی ۵۲۰ھ نے (دیکھئے "الإقصاد": ۱/۹۵)، علامہ ابن رشد اصفہانی متوفی ۵۹۵ھ نے (دیکھئے "بداية المجتهد": ۲/۵۹)، امام قرطبی متوفی ۶۷۱ھ نے (دیکھئے: "تفسير القرطبي": ۳/۸۲)، امام سبکی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ نے ("فی شرح المصاب" و دیکھئے "منحة الحقائق على بحر الرائق": ۱/۱۹۳، و "شرح صحيح مسلم": ۴/۲۶۰، ۲۶۱-۲۷)، علامہ قرانی متوفی ۶۸۳ھ نے (دیکھئے: "الذخيرة": ۱/۳۷۴)، شیخ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ نے (دیکھئے "مجموع الفتاوى": ۲۶/۱۷۶)، علامہ ابن جزئی مالکی متوفی ۷۴۱ھ نے (دیکھئے "قوانين الأحكام الشرعية": ۴۲)، علامہ عثمان بن علی زلیعی متوفی ۷۶۲ھ نے (دیکھئے "تبیین الحقائق شرح كنز الدقائق": ۱/۵۶)، شمس الدین ابن مفلح صاحب القروع متوفی ۷۶۳ھ نے (دیکھئے "الفروع": ۱/۲۶۰)، علامہ زرکشی متوفی ۷۷۲ھ نے (دیکھئے "شرح الزرکشی": ۱/۴۹۶)، قاضی صفہ العثماني متوفی ۷۸۰ھ نے (دیکھئے "رحمة الأمة": ۲۸)، علامہ ابو عبد اللہ الالبانی متوفی

۸۲۷ھ نے (دیکھئے "إكمال إكمال المعلم" : ۱/۱۰۴)، حافظ ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے (دیکھئے "فتح الباری شرح البخاری" : ۱/۳۳۲)، علامہ بدرالدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ نے (دیکھئے "عمدة القاری شرح البخاری" : ۳/۱۴۳، ۳۰۰، ۳۰۱)، علامہ مرداوی متوفی ۸۸۵ھ نے (دیکھئے "إلنصاف" : ۱/۳۴۶)، ابن عبدالبہادی متوفی ۹۰۹ھ نے (دیکھئے "مغنی ذوی الإقہام" : ۴۷)، علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ نے (دیکھئے "البحر الرائق شرح كنز الدقائق" : ۱/۱۹۴)، ملا علی القاری متوفی ۱۰۱۳ھ نے (دیکھئے "فتح باب العناية" : ۱/۱۲۶)، شیخ زاوہ حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ نے (دیکھئے "مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر" : ۱/۵۳)، علامہ رحیانی متوفی ۱۲۳۳ھ نے (دیکھئے "مطالب أولى النهی" : ۱/۲۴۰)، قاضی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ نے (دیکھئے "نیل الأوطال" : ۱/۳۳۳، ۳۲۸)، اور علامہ سید محمد ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ (دیکھئے "رد المحتار" : ۱/۳۰۲) و "منحة الخالق على البحر الرائق" : ۱/۱۹۳-۱۹۴) وغیرہم نے اس اجماع کو نقل کیا ہے۔

اور حائضہ پاکی کے ایام میں ایام حیض کی نمازوں کو قضا نہیں کرے گی:

اور اس پر امت کا اجماع ہے چنانچہ امام محمد ابن حنفی متوفی ۲۰۴ھ نے (دیکھئے: "الام" : ۱/۶۰)، امام ابو عینی محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے (دیکھئے: "الترمذی" : ۱/۲۳۵)، امام ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے (دیکھئے: "المجموع" : ۲/۳۸۳-۳۸۴)، علامہ ابن المنذر المتوفی ۳۱۸ھ نے (دیکھئے: "الإجماع لابن المنذر" : ۳۵، ۴۰)، علامہ ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے (دیکھئے: "المحلی" : ۱/۳۹۴، مسألة رقم: ۲۵۷)، حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ نے (دیکھئے: "المہید" و "الكافي" : ۱/۱۸۵)، امام بغوی متوفی ۵۱۶ھ نے (دیکھئے: "شرح السنة" : ۲/۱۳۹)، علامہ وزیر عون الدین ابی مظفر حنفی بن محمد ابن ہبیرہ متوفی ۵۶۰ھ نے (دیکھئے: "الإفصاح" : ۱/۵۹)، علامہ ابن رشد الحفید متوفی ۵۹۵ھ نے (دیکھئے: "بداية المجتهد" : ۲/۵۹)، امام قرطبی

متوفی ۶۷۱ھ نے (دیکھئے "تفسیر القرطبی" : ۳/۸۵۰، ۸۳)، امام یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۲ھ نے (دیکھئے "شرح صحيح مسلم" : ۴/۲۱-۲۶-۲۷ و "المجموع" : ۳۸۳ و ۱۰/۳)، شیخ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ نے (دیکھئے "شرح العمدة" : ۱/۴۵۷-۴۵۸)، علامہ ابن جزری مالکی نے (دیکھئے "قوانين الأحكام" : ۴۲)، علامہ عثمان بن علی زلیعی متوفی ۷۶۲ھ نے (دیکھئے "تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق" : ۴۲)، علامہ شمس الدین ابن مفلح نے (دیکھئے "المفروق" : ۱/۵۶)، قاضی صفدر عثمانی متوفی ۷۸۰ھ نے (دیکھئے "رحمة الأمة في اختلاف الأئمة" : ۲۸)، ابو عبد اللہ لا بی متوفی ۸۲۸ھ نے (دیکھئے "إكمال إكمال المعلم" : ۱/۱۰۴)، حافظ ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے (دیکھئے "فتح الباری" : ۱/۴۲۱)، علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے (دیکھئے "عمدة القاری" : ۳/۱۴۳، ۳۰۰، ۳۰۱)، علامہ مرداوی متوفی ۸۸۵ھ نے (دیکھئے "إلنصاف المرادوی" : ۱/۳۴۶)، علامہ ابن عبدالبہادی متوفی ۹۰۹ھ نے (دیکھئے "مغنی ذوی الإقہام لابن الہادی" : ۴۷)، علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ نے (دیکھئے "البحر الرائق" : ۱/۱۹۴)، ابن جریر طبری متوفی ۹۷۴ھ نے (دیکھئے: "تحفة المحتاج لابن حجر" : ۱/۳۸۸)، علامہ محمد بن احمد خطیب الشرنبلی متوفی ۹۷۷ھ نے (دیکھئے: "مغنی المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج في حل ألفاظ أبي شعاع" : ۱/۱۰۹) اور "الإقناع" : ۱/۹۱)، علامہ رملی متوفی ۱۰۰۳ھ نے (دیکھئے: "نہایة المحتاج إلى شرح المنهاج" : ۱/۳۲۹-۳۳۰)، علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم ابن نجیم حنفی متوفی ۱۰۰۳ھ نے (دیکھئے: "النهر الفائق" : ۱/۱۳۰)، ملا علی القاری متوفی ۱۰۱۳ھ نے (دیکھئے: "فتح باب العناية" : ۱/۱۲۶)، علامہ بہوتی متوفی ۱۰۵۱ھ نے (دیکھئے "الروض العربي شرح المنهاج المستفنع" : ۱/۴۲) و "کشاف القناع عن متن الإقناع" : ۱/۱۹۷)، قاضی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ نے (دیکھئے: "السبل الحرار المتدفق على حلقات الأرهار" : ۱/۱۴۸) اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ

(دیکھئے ”رد المحتار“: ۳۰۲/۱) وغیرہم نے اس پر اجماع کو نقل کیا ہے۔

اور حائضہ ایام حیض میں روزے نہیں رکھے گی:

اور اس پر امت کا اجماع ہے چنانچہ علامہ ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے (دیکھئے ”المحلی: ۱/۳۸۰، مسألة ۲۵۴، و ۲/۸، مسألة رقم: ۲۷۷)، حافظ ابن عبد البر متوفی ۵۲۳ھ نے (دیکھئے ”التمهید“ و ”الکافی“: ۱/۱۸۵)، قاضی ابوالولید ابن رشد متوفی ۵۲۰ھ (دیکھئے ”مقدمات ابن رشد“: ۱/۹۶)، علامہ وزیر یحیون الدین ابی مظفر سبکی بن محمد ابن ہرہ متوفی ۵۲۰ھ (دیکھئے ”الإقصاص“: ۱/۹۵)، علامہ ابن رشد الحفید متوفی ۵۹۵ھ (دیکھئے ”بداية المحتد“: ۲/۵۹)، ابن قدامہ ضبلی نے (دیکھئے ”المغنی“: ۴/۳۹۷)، امام قرطبی متوفی ۶۱۱ھ نے (دیکھئے ”تفسیر القرطبی“: ۳/۸۲)، امام نووی متوفی ۶۷۶ھ نے (دیکھئے ”المجموع“: ۲/۳۸۶ و ”شرح صحیح مسلم“: ۳/۲۶)، علامہ قرانی متوفی ۶۸۳ھ نے (دیکھئے ”الذخيرة القرافي“: ۱/۳۷۴ و ”الفروع القرافي“: ۲/۶۲)، شیخ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ نے (دیکھئے ”مجموع الفتاوی“: ۲۶/۲۵۰، ۲۲۰/۲۶۷ و ”شرح العملة“: ۱/۴۵۸)، علامہ ابن جزری متوفی ۷۴۱ھ نے (دیکھئے ”قوانين الأحكام الشرعية“: ۴۲)، علامہ عثمان بن علی زطی متوفی ۷۲۲ھ نے (دیکھئے ”تبیین الحقائق“: ۱/۵۶)، علامہ شمس الدین ابن مفلح متوفی ۷۲۳ھ نے (دیکھئے ”الفروع“: ۱/۲۶۰)، حافظ ابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے (دیکھئے ”فتح الباری“: ۱/۳۳۲)، علامہ ابن ارسلان شافعی متوفی ۸۴۳ھ نے (دیکھئے ”شرح الزبد“: ۱/۷۹)، علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ نے (دیکھئے ”عملة القلوی شرح البخاری“: ۳/۳۰۱)، علامہ ابن عبدالبہادی متوفی ۹۰۹ھ نے (دیکھئے ”مغنی ذوی الأفهام“: ۴۷)، علامہ زکریا انصاری متوفی ۹۲۶ھ نے (دیکھئے ”المطالب“: ۱/۱۰۰)، حافظ ابن حجر العسقلانی متوفی ۹۷۴ھ نے (دیکھئے ”تحفة المحتاج“: ۱/۳۸۷)، علامہ محمد بن احمد خطیب الشربینی متوفی ۹۷۷ھ نے (دیکھئے ”مغنی المحتاج“

(۱۰۹/۱)، علامہ ربیع متوفی ۱۰۰۳ھ نے (دیکھئے ”نهاية المحتاج“: ۱/۳۲۹-۳۳۰)، ملا علی القاری حنفی متوفی ۱۰۱۳ھ نے (دیکھئے ”فتح باب العناية“: ۱/۲۱۲)، اور شیخی زادہ حنفی متوفی ۱۰۷۸ھ نے (دیکھئے ”مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر“: ۱/۵۳)، اور علامہ رجبانی متوفی ۱۲۳۳ھ (دیکھئے ”مطالب أولى النهی“: ۱/۲۴۰) اس پر اجماع کو نقل کیا ہے۔

حائضہ ایام حیض کے روزوں کی قضاء کرے گی:

اور اس پر اجماع ہے چنانچہ امام ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ ابن شہاب متوفی ۱۲۳ھ نے (دیکھئے ”المصنف لعبد الرزاق“: ۱/۲۳۱)، امام ابو عیسیٰ محمد عیسیٰ متوفی ۱۷۹ھ (دیکھئے ”سنن الترمذی“: ۱/۲۳۵)، ابن المنذر متوفی ۳۱۸ھ نے (دیکھئے ”الإجماع لابن المنذر“: ۲/۴۰۵، و ”الأوسط“: ۲/۲۰۳، ۴/۳۸۴)، علامہ ابن حزم متوفی ۴۵۶ھ نے (دیکھئے ”المحلی: ۱/۳۹۴، مسألة رقم: ۲۵۷)، حافظ ابن عبد البر متوفی ۴۶۳ھ نے (دیکھئے ”التمهید“ و ”الکافی“: ۱/۱۸۵)، بغوی متوفی ۵۱۶ھ نے (دیکھئے ”شرح السنة“: ۲/۱۳۹)، علامہ وزیر یحیون الدین ابی مظفر سبکی بن محمد ابن ہرہ متوفی ۵۲۰ھ نے (دیکھئے ”الإقصاص“: ۱/۹۵)، علامہ ابن رشد الحفید متوفی ۵۹۵ھ نے (دیکھئے ”المجموع“: ۲/۵۹)، امام قرطبی متوفی ۶۱۱ھ نے (دیکھئے ”تفسیر القرطبی“: ۳/۸۳)، امام تکی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ نے (دیکھئے ”المجموع“: ۲/۳۷۶ و ”شرح صحیح مسلم“: ۳/۲۶)، علامہ قرانی متوفی ۶۸۳ھ نے (دیکھئے ”الذخيرة“: ۱/۳۷۴)، ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ نے (دیکھئے ”شرح العملة“: ۱/۴۵۸)، علامہ ابن جزری مالکی متوفی ۷۴۱ھ نے (دیکھئے ”قوانين الأحكام الشرعية“: ۴۲)، علامہ شمس الدین ابن مفلح متوفی ۷۲۳ھ نے (دیکھئے ”الفروع لشمس الدین ابن مفلح“: ۱/۲۶۰)، علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ نے (دیکھئے ”عملة القلوی“: ۳/۳۰۱)، علامہ برہان الدین ابن مفلح متوفی ۸۸۳ھ نے (دیکھئے ”المبدع لبرهان الدین ابن مفلح“: ۱/۲۶۰)

(علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی متوفی ۹۷۰ھ) (دیکھئے ”البحر الرائق“: ۱/۱۹۴)، علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۹۷۴ھ نے (دیکھئے ”تحفة المحتاج لابن حجر“: ۱/۳۸۷)، علامہ محمد بن احمد خطیب شربنی متوفی ۹۷۷ھ نے (دیکھئے ”مغنی المحتاج إلى معرفة معاني إلفاظ المنهاج للخطيب الشربيني“: ۱/۱۰۹ و ”الإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع للخطيب الشربيني“: ۱/۹۱)، علامہ ربیع بن خثعمی متوفی ۱۰۰۴ھ نے (دیکھئے ”نہایة المحتاج إلى شرح المنهاج الرملي“: ۱/۳۲۹ - ۳۳۰)، ملا علی القاری متوفی ۱۰۱۴ھ (دیکھئے ”فتح باب العناية“: ۱/۱۲۷)، علامہ بیہقی متوفی ۱۰۵۱ھ نے (دیکھئے ”الروض المربع بشرح زاد المستقنع البيهقي“: ۱/۴۲)، قاضی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ نے (دیکھئے ”المسئل الحرار المنلق على حقائق الأزهري للشوكانی“: ۱/۱۴۸، ۲/۲۷) و ”نیل الأوطار“: ۱/۳۲۸) اور علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے (دیکھئے ”رد المحتل“: ۱/۳۰۲) اس اجماع کو نقل کیا ہے

اور نفاس والی عورت صلاۃ و صوم کے احکام میں حائضہ عورت کی مثل ہے:

جیسے حیض نماز کو مانع ہے اسی طرح نفاس (یعنی ولادت کے بعد آنے والا خون) بھی صحت نماز کو مانع ہے اور حائضہ سے ایام حیض کی نمازوں کی قضاء ساقط ہے اسی طرح نفاس والی عورت سے بھی ایام نفاس کی نمازوں کی قضاء ساقط ہے، حالت حیض میں روزہ درست نہیں اسی طرح حالت نفاس میں بھی روزہ درست نہیں۔ حائضہ پر ایام حیض کے روزوں کی قضاء لازم ہے اسی طرح نفاس والی عورت پر ایام نفاس کے روزوں کی قضاء لازم ہے اور اس پر جماع ہے کہ ”حکم النفاس كحكم الحيض“ یعنی حکم نفاس مثل حکم حیض کے لئے اور یہ اجماع ”الإستدکار لابن عبد البر“، ”المحلی لابن حزم“، ”مقنعات ابن رشد“، ”بداية المجتهد لابن رشد الحفید“، ”المغنی لابن قدامة“، ”شرح صحيح مسلم للنووي“، ”رحمة الأمة في اختلاف الأئمة للقاضي صفد العثماني“، عمدة القاری للعینی“، ”المبدع في شرح المقنع لبوهان الدين ابن مفلح“، ”مغنی ذوی

الأفهام لابن عبد الهادی“، ”تحفة المحتاج لابن حجر الهيتمي“، ”المسئل الحرار و نیل الأوطار“ کلاهما الشوکانی میں مذکور ہے۔

طوالت سے بچنے کے لئے ہم انہی چند عبارات اور حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں اور فریال خاتون کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی گمراہی سے توبہ کرے اور اس مسئلے میں جو صحابہ کرام، صحابیات، تابعین، ائمہ مجتہدین، مفتقرین، محدثین اور جمہور امت کا موقف ہے، اُسے کو اختیار کرنے میں اپنی نجات سمجھے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

المفتی محمد عطاء اللہ النعیمی

رئيس دار الافتاء

جمعية إشاعة أهل السنة (باكستان)

الجمعة ۲۲ ربيع الأول ۱۴۲۷ھ ۲۱ اپریل ۲۰۰۶م